

مدیر اعلیٰ
مولانا محمد الیاس گھمن

سرگودھا
فقیہ
ماہنامہ

شمارہ 7

جولائی 2013ء

جلد نمبر 2

حرم طہ
محالیں گھمن
کے تحقیق رقم قلم سے



فضائل اعمال
پر اعتراضات کا علمی جائزہ

(سلسلہ وار)

برکتہ العصر شرح الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی کی مقبول عام کتاب
فضائل اعمال کے نمایاں پہلو اور معترضین کا علمی محاسبہ

دورہ تحقیق المسائل
الافلاکیت اور ضرورت

نماز تراویح
۲۰
رکعات



اعتکاف کورس

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ

ناشر

سرگودھا

فقیہ

ماہنامہ

شمارہ 7

جولائی 2013ء

جلد نمبر 2

مجلس ادارت

مولانا محمد رضوان عزیز

مفتی شبیر احمد حقانی

مولانا محمد کلیم اللہ

بفیضانِ نظر
شعاعِ القرب
عارفِ اللہ
خفا قدر اللہ
حکیم شاہ محمد اختر

مدیر اعلیٰ

مولانا محمد الیاس

انجمنی بولڈرز مہر لگا کیس اور پیر دینے والے اپنا نام لکھیں!

بیرون ممالک

امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک

35 ڈالر..... سالانہ

سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک

25 ڈالر..... سالانہ

ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر..... سالانہ

برائے رابطہ

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ

87 جنرل ایڈمز سٹریٹ 0332-6311808

www.ahnafmedia.com

قیمت فی شمارہ 20/- روپے

240/- روپے

علاوہ ڈاک خرچ سالانہ ذرا تعاون

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ



فہرست

3 ----- اسے آگیا ہے مرنا !!

5 ----- اعتکاف کورس

8 ----- دورہ تحقیق المسائل ... افادیت اور ضرورت

مولانا محمد کلیم اللہ

16 ----- سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما

مولانا محمد عاطف معاویہ حفظہ اللہ

20 ----- لطائف و معارف سورۃ فاتحہ

24 ----- نماز اہل السنۃ والجماعت ... نماز تراویح 20 رکعات

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن

39 ----- فضائل اعمال اور اعتراضات کا علمی جائزہ

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن

42 ----- دارالعلوم دیوبند

نتیجہ فکر: عنایت اللہ عینی

44 ----- حدیث جبرائیل کی تشریح

ترتیب و عنوانات: مفتی شبیر احمد حقانی

اسے آگیا ہے مرنا!!

اپنے مرشد و مربی حضرت شاہ حکیم محمد اختر رحمہ اللہ کی یاد میں مغموم دل کی آواز جن کے دم قدم سے اللہ کریم نے دین کی خدمت کے لیے قبول فرمایا۔

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن کا درد بھر ادا رہیہ

1928ء کو ہندوستان کے شہر پر تاب گڑھ میں ایک ایسے بچے نے جنم لیا جس نے بڑے ہو کر تزکیہ نفوس کی بدولت لاکھوں بندگان خدا کی زندگی کی کایا پلٹ دی۔ یعنی میرے مرشد و مربی حضرت والا الشاہ حکیم محمد اختر رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً حضرت والا کی زندگی کے بے شمار پہلو ہیں جن پر لکھا جاسکتا ہے آپ نے اپنی محنت کا میدان پیسے اور شہرت کو نہیں بلکہ لوگوں کے قلوب کو بنایا اور ان کے دلوں سے ماسوی اللہ کی آلائشیں باہر نکال پھینکیں۔ عشق مجازی، حسن پرستی، اغلام بازی، بد نظری جیسے گناہوں کو معاشرے سے ختم کرنے کی دن رات محنت کی۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ یہ محض گناہ ہی نہیں بلکہ بہت سارے کبیرہ گناہوں کا پیش خیمہ ہیں۔ بد نظری سے زنا، لواطت، ناجائز جنسی تسکین، فحاشی، عریانی، شراب خوری اور ان کے حصول کے لیے ناجائز طریقہ آمدن سود، رشوت، ہیرا پھیری، چور بازاری اور جھوٹ جیسے گناہوں کا لوگ ارتکاب کرتے ہیں۔ حضرت نے صرف گناہوں کو نہیں بلکہ گناہوں کی جڑ کو اکھاڑ پھینکنے کی محنت کی۔ اس کے لیے حضرت نے جن نفوس سے گناہوں کے تریاق کا فن سیکھا وہ حکیم الامت مجدد الملت الشاہ محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے خاص تربیت یافتگان شمار ہوتے ہیں۔

تین سال تک مولانا شاہ محمد احمد رحمہ اللہ سے فیض حاصل کیا اس کے بعد تقریباً 17 برس شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمہ اللہ سے طریقت و معرفت کے چشمہ صافی سے سیراب ہوتے رہے۔ حضرت پھولپوری رحمہ اللہ کی وفات حسرت آیات کے بعد آپ نے شاہ ابرار الحق کے فیض صحبت سے کمال حاصل کیا اصلاح معاشرہ میں حضرت نے خانقاہی نظام کو حقیقی معنوں میں متعارف کرایا تصنیفی میدان میں 150 کے لگ بھگ آپ کی تالیفات مارکیٹ میں دستیاب ہیں اس کے علاوہ آپ کے مواعظ کی کیسٹیں، آڈیو سی ڈیز، ویب سائٹ پر متعدد بیانات اور اصلاح ظاہر و باطن پر مشتمل خاطر خواہ مواد لوگوں کی زندگیوں میں انقلاب لائے ہوئے ہیں۔ اللہ کرے یہ فیض تاقیامت جاری و ساری رہے۔

2 جون 2013ء کو نماز مغرب کے قریب حضرت اس جہاں فانی سے اپنے اصلی محبوب کی طرف چل دیے جس کی محبت و معرفت میں اپنی زندگی کی بہاریں لٹا دیں تھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے پسماندگان..... جن میں ہم سب بھی شامل ہیں..... کو صبر جمیل کی دولت عطا فرما کر حضرت کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اصل میں جب تک کسی اہل دل کی صحبت میسر نہ آئے اس وقت تک نہ تو انسان کو جینے کا ڈھنگ آتا ہے اور نہ ہی مرنے کا فن۔ ہاں جب کسی اہل دل سے نسبت قائم ہو جائے تو دل میں اطمینان اور فرحت و سکون کی روح افزاء موجیں خلاق لم یزل کی رحمت میں غرق کر دیتی ہیں۔ اسی لیے حضرت نے اپنا ایک شعریوں ارشاد فرمایا ہے۔

کسی اہل دل کی محبت جو ملی کسی کو اختر
اسے آ گیا ہے جینا اسے آ گیا ہے مرنا

اعتکاف کورس

اس وقت عالم کفر مختلف زاویوں اور پہلوؤں سے اسلام کی بنیادی تعلیمات کو مسخ کرنے اور اہل اسلام کے قلوب کو اساسی عقائد و نظریات سے کھوکھلا کرنے کے درپے ہے۔ شرک کا دروازہ ہی نہیں کھلا بلکہ بندھ ٹوٹ گئے ہیں نام نہاد مسلمان یہود و ہنود سے بڑھ کر غیر اللہ کے پجاری بنے بیٹھے ہیں۔ ادھر چند ناعاقبت اندیش ایسے بھی ہیں جو دین کے ثابت شدہ مسائل کا انکار کر کے الحاد کی تاریکیوں میں بھٹک رہے ہیں اور دوسری طرف ایسے ناداں بھی جنم لے رہے ہیں جو غیر دین کو دین کا درجہ دے کر جرم بدعت کے مرتکب ٹھہر رہے ہیں۔

سچی بات یہ ہے کہ اقوام عالم میں سچے اور اصلی مسلمان کی پہچان معمر بن کر رہ گئی ہے۔ عالمی میڈیا پر اسلام کی انسان دوستی اور حقوق انسانیت کی عالمگیر خوبی کو چھوڑ کر اس کے متعلق جعلی و حشیانہ تصویر دکھائی جا رہی ہے جس سے یہ تاثر ابھرتا ہے کہ اسلام دور حاضر میں عالمی اقدار کے مقابلے میں کہیں دور کھڑا ہے۔ اس لیے اس کی چندال ضرورت نہیں۔

ظلم در ظلم یہ کہ اسلام پر کفار اور مشرکین کفر و شرک کے کچوکے لگا رہے ہیں ملحدین و مبتدعین الحاد و بدعت پر سنت کا لیل لگانے کی سر توڑ محنت کر رہے ہیں۔ ایسے حالات میں جہاں اسلام کی آفاقیت کو بیرونی اور خارجی سازشیں نابود کرنے پر بضد ہوں اور دوسری جانب مینارہ سنت کی تابناکی اور ضوفشانی کو اندرونی اور داخلی شازشیں اپنے نشانہ تنقید پر رکھے ہوئے ہوں تو اہل اسلام کے نمائندگان یعنی علمائے کرام پر لازم ہو جاتا ہے کہ وہ اسلامی عقائد و نظریات، اسلامی تصورات، عبادات، معاملات اور اخلاقیات کی تعلیمات کو عام کریں اگر اس کی تبلیغ اور اشاعت میں کہیں

کوئی رکاوٹ ڈالے یا اس مبارک محنت میں روڑے اٹکانے کی جسارت کرے تو ہر ممکن اور جائز طریقے سے انہیں اس سے باز رکھا جائے۔ اسی ضرورت کے پیش نظر راقم نے بنیادی عقائد چند عبادات اور مسنون اعمال کو منتخب آیات قرآنیہ اور منتخب احادیث مبارکہ کی لڑی میں پرو کر ایک کتاب بنام اعتکاف کورس ترتیب دی ہے۔ کم وقت میں بہت سارے دینی امور کو سیکھا جاسکتا ہے۔

ہمارے ان احباب کا یہ گلہ اور شکوہ اب ختم ہو جانا چاہیے جو کہتے ہیں کہ ہمارے پاس وقت کم ہے اس لیے ہمیں علماء شارٹ کورس پڑھائیں۔ اور ہمارے لیے ایسا نصاب تجویز کریں جو عالمانہ طرز سے ہٹ کر عوامی ہو۔ ایسی اصطلاحات ہمیں سمجھ نہیں آتیں جو خاص کر علماء کرام استعمال کرتے ہیں۔ اس لیے عام فہم اور شارٹ کورس ہونا چاہیے۔ اللہ کے فضل و عنایت اور لطف و کرم سے ہم نے اس عوامی مطالبے کو بھی کافی حد تک پورا کیا ہے چند سال قبل ہم نے صراط مستقیم کورس ترتیب دیا تھا جو بحمد اللہ ملک و بیرون ملک بے حد مقبول ہوا اور عوام الناس میں اس کو خوب پذیرائی حاصل ہوئی۔ اب بھی موسم گرما کی تعطیلات میں ملک کے تقریباً ہر شہر میں یہ کورس پڑھا پڑھایا جا رہا ہے۔

اس سلسلے کی دوسری کڑی اعتکاف کورس ہے جو لوگ رمضان المبارک کے بابرکات لمحات میں اللہ کریم سے لو لگاتے ہیں اس کی معرفت اور رضا حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ اعتکاف والے ماحول میں رہ کر اپنے مبارک جذبات کو عملی جامہ پہنا سکتے ہیں ایسے احباب تلاوت قرآن کریم، کثرت درود پاک، اوراد و وظائف، استغفار، خداوند قدوس کی تسبیح و تحمید اور نوافل میں مصروف رہتے ہیں اگر ہماری کتاب کا مطالعہ کریں گے تو ان کے عقائد و نظریات اور ایمانیات پختہ ہوں گے عبادات کا شوق پیدا ہوگا،

اخلاقیات کا سبق ملے گا مسنون اعمال اور مسنون دعاؤں میں ان کی زندگی ڈھلے گی گویا اعتکاف کا مقصد مکمل ہو جائے گا۔ اللہ کریم کی معرفت اور رضا منزل مقصود ہے اس تک جانے والا سیدھا راستہ سنت کہلاتا ہے اور اتباع سنت میں ہماری کتاب ان شاء اللہ سنگ میل کا کام دے گی۔

اس تحریر کی وساطت سے راقم مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد سے درخواست گزار ہے کہ آپ ملازمت، تجارت، کھیتی باڑی، درس و تدریس تعلیم و تعلم تبلیغ و اشاعت، دین کا دفاع اور تحفظ وغیرہ کسی بھی شعبہ سے وابستہ ہیں تو کوشش کر کے رمضان المبارک میں اپنی مساجد کے اندر یہ کورس منعقد کرائیں۔ خود بھی اس میں شرکت فرمائیں اور احباب کی توجہ بھی اس بارے میں مبذول فرمائیں۔ وہ لوگ بھی اس میں شرکت کر سکتے ہیں جو معتکف نہ ہوں۔ کورس دونوں کے لیے یکساں مفید ہے۔

بالخصوص ائمہ مساجد اس کا زیادہ اہتمام فرمائیں ہمارے مشورے میں طے پایا ہے کہ ائمہ مساجد کو اس بارے میں فکر دلائی جائے اس لیے ائمہ مساجد سے التماس ہے کہ اپنا مکمل نام... پتہ... مسجد کا مکمل نام اور ایڈریس... علاقہ... شہر... صوبہ... ملک اور اپنا رابطہ نمبر ہمیں درج ذیل فون نمبر یا ای میل ایڈریس پر روانہ کریں ان شاء اللہ آپ کو مکمل کورس کی ترتیب سمجھا دی جائے گی۔

shabbir.markaz@gmail.com

کتاب منگوانے کا پتہ: دارالایمان 17 فرسٹ فلور زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور

03216353540، 0427350016

دورہ تحقیق المسائل... افادیت اور ضرورت

مولانا محمد کلیم اللہ

zarbekaleem313@gmail.com

قرآن و سنت اور فقہ کی اشاعت و تحفظ کے عالمی ادارے مرکز اہل السنۃ والجماعت 87 جنوبی سرگودھا میں تیسرا سالانہ 12 روزہ دورہ تحقیق المسائل بنجر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سالانہ امتحانات کے فوراً بعد 15 جون 2013ء کو پابندی وقت کے مطابق صبح 7:30 بجے اسباق شروع کر دیے گئے۔ ملک بھر سے فضلاء، علماء، طلباء، مدرسین، ائمہ مساجد اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے تقریباً 350 افراد نے اس کورس میں اپنی حاضری یقینی بنائی۔ اتنی سخت گرمیوں میں جب دھوپ اور اس کی تپش جسم کے رویں رویں کو جھلسا رہی تھی اور سورج اپنی بے رحم آنکھیں ماتھے پر ٹکائے خوب جولانی دکھا رہا تھا ایسے وقت میں طلب علم کے متوالوں کا ایک مشن اور کاز کے لیے مل بیٹھنا اور مسلک اہل السنۃ والجماعت کی حفاظت اور دفاع کا عزم مصمم کرنا محض اللہ کریم کا فضل ہے۔

لوگ پوچھتے ہیں کہ اتنے سارے لوگوں کو تم کیسے سنبھالتے ہو؟ تمہارا کورس اس قدر کامیاب کیسے ہوتا ہے؟ راقم چونکہ خود مرکز اہل السنۃ والجماعت کے دستر خوان علم کا خوشہ چیں ہے اس لیے وہ اس ”کامیابی“ کا راز بھی جانتا ہے کہ مرکز اہل السنۃ والجماعت کے سرپرست اعلیٰ اور روح رواں متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھسن حفظہ اللہ کو خداوند قدوس نے دو عظیم نسبتوں سے سرفراز فرمایا ہے۔ پہلی نسبت حضرت اقدس شاہ حکیم محمد اختر رحمہ اللہ کے واسطے سے حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی ہے جن کے مزاج میں اللہ کریم نے

پابندی وقت، نظم و نسق اور اصول پسندی جیسی خوبیوں کو بطور خاص ودیعت فرمایا تھا۔ دوسری نسبت قطب عالم حضرت اقدس سید محمد امین شاہ نور اللہ مرقدہ کے سلسلے سے بطل حریت سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ کی ہے، موصوف کے مزاج میں باری تعالیٰ نے جرات و بہادری، حق گوئی، جوانمردی، دلیری و شجاعت جیسی صفات کوٹ کوٹ کر بھر دیں تھیں اس لیے حضرت الاستاذ ان دونوں نسبتوں کے حسین امتزاج کا مظہر اور دونوں مزاجوں کا سنگم ہیں۔

حضرت الاستاد متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ نے باہمی مشاورت کے بعد تمام شعبہ جات کے مسوولین کو ان کی ذمہ داریاں سپرد کر دیں اور تاکید کی کہ اپنے فرائض میں کوتاہی نہ برتیں اللہ جزائے خیر دے مرکز اہل سنت والجماعت کے اساتذہ کرام اور تمام کارکنان کو جنہوں نے آنے والے مہمانوں کے اکرام میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اہل سنت والجماعت کے متفقہ عقائد و مسائل کو بادلائل سمجھانے اور ان کی تنقیح کرنے کے لیے پہلے سے فائلیں ترتیب دے دی گئیں اس لیے کہ شرکاء کو رس نفس مسئلہ اچھی طرح سمجھ لیں اور اس دوران ان کو لکھنے کی زحمت بھی نہ کرنی پڑے۔

یہ کورس اپنے اندر بہت افادیت رکھتا ہے مسلک اہل سنت والجماعت احناف دیوبند سے وابستہ افراد کو اپنے مسائل اور ان کے دلائل سے واقفیت و آگاہی، ان فکری تربیت اور دینی شعور کی بیداری اس کے مضمرات ہیں۔ دورِ حاضر میں جعل سازوں کی بہتات ہے اور اہل علم و فن چیدہ چیدہ ہیں جعل سازوں کے اعتراضات، شبہات، اشکالات اور ہفوات نے عوامی سوچ و فکر پر برے اثرات ڈالے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہر روز نئے عملی و اعتقادی فتنوں کا ظہور ہو رہا ہے۔ دین مبین کی غلط تشریح،

عقائد اسلامیہ کی من گھڑت تعبیر، قرآن و سنت کی من مانی توضیح جیسے الم ناک واقعات؛ قصر اسلام کی بنیادوں کو ہلانے کی سازش ہیں۔ اس لیے عوام کو صحیح عقیدہ، نظریہ، مسئلہ اور دلیل دینا اہل حق کا اولین فرض ہے اسی کے پیش نظر یہ مختصر دورانیے پر مشتمل دورہ تحقیق المسائل تشکیل دیا گیا ہے۔ اس میں پڑھائے جانے والے لیکچرز کی فہرست ملاحظہ فرمائیں۔ قارئین اس کی افادیت کا اندازہ خود لگائیں۔

عقائد و اخلاق	مسائل	فتنوں کا تعارف	حالاتِ حاضرہ
صفات باری تعالیٰ	مسئلہ تقلید	مرزائیت	اعتدال کی ضرورت
استواء علی العرش	بیس تراویح	بہائیت	عوام؛ علماء میں دوری
ختم نبوت	تین طلاق	غیر مقلدیت	حدیث؛ اہل حدیث
عصمت انبیاء	ترک رفع یدین	رضا خانیت	منکرین فقہ اور حدیث
صحابہ معیار حق	وضع الیدین	ممائیت	قدیم فقہ جدید مسائل
حجیت حدیث	ترک قراۃ	جماعت المسلمین	اسلامی میڈیا کا کردار
معجزات، کرامات	آمین بالسر	مودودیت	10 نکاتی فارمولہ
تصوف + عرض اعمال	مرد و عورت کی نماز میں فرق	فتنہ الہدی انٹر نیشنل	عصری تعلیم اور دینی مدارس
عقیدہ حیات النبی توسل + استشفاع	نماز جنازہ	فتنہ ذاکر نائیک غامدیت	عصر حاضر کے متجددین

چونکہ شرکاء کورس کی اکثر تعداد مدرسین، فضلاء، علماء، طلباء، ائمہ مساجد اور جدید تعلیم یافتہ حضرات پر مشتمل تھی اس لیے اہم موضوعات کا انتخاب کیا گیا اور معلمین بھی ماہر فن متعین کیے گئے جن میں خصوصی اسباق حضرت الاستاذ متکلم

اسلام مولانا محمد الیاس گھمن کے تھے۔ دیگر مدرسین میں

شیخ التفسیر مولانا منیر احمد منور حفظہ اللہ	مولانا اللہ وسایا حفظہ اللہ
مفتی ابو لبابہ شاہ منصور حفظہ اللہ	مولانا عبد الجبار چوکیروی حفظہ اللہ
مولانا نثار الحسنی حفظہ اللہ	مولانا محمد اکرم طوفانی حفظہ اللہ
مولانا شفیق الرحمان حفظہ اللہ	مولانا عبد الشکور حقانی حفظہ اللہ
مولانا ابو ایوب قادری حفظہ اللہ	مفتی عبد الواحد قریشی حفظہ اللہ
مولانا عبد القدوس گجر حفظہ اللہ	مولانا حبیب احمد گھمن حفظہ اللہ
مولانا محمد نواز فیصل آبادی حفظہ اللہ	مولانا محمد رضوان عزیز حفظہ اللہ
مفتی شبیر احمد حنفی حفظہ اللہ	مولانا محمد اکمل حفظہ اللہ
مفتی محمد یوسف حفظہ اللہ	مولانا محمد ارشد حفظہ اللہ
مولانا محمد عاطف معاویہ حفظہ اللہ	مولانا محمد کلیم اللہ حفظہ اللہ
مولانا محمد بلال حفظہ اللہ	دیگر علماء شامل تھے

ہمارے ہاں وقت کا بطور خاص خیال رکھا جاتا ہے اس لیے ہمہ وقت مصروف رکھا جاتا ہے یہ بات سما جائے کہ متاع وقت ہمارا کل اثاثہ ہے اسی کے پیش نظر درج ذیل شیڈول طے کیا گیا تاکہ کوئی لمحہ بھی ضائع نہ ہو۔

وقت	مصروفیت
4:15	نماز فجر کی باجماعت ادائیگی
5:15 تک	تلاوت و اذکار مسنونہ مع اشراق
6:15 تک	مرکز کی نئی تعمیر میں رضا کارانہ خدمت
7:30	سبق کی پہلی نشست

ناشتہ + کھانا	9:00 تا 9:30
سبق کی دوسری نشست	9:30
آرام	11:00 تا نماز ظہر
نماز ظہر کی باجماعت ادائیگی	2:30
سبق کی تیسری نشست	3:30 تا 5:00
نماز عصر کی باجماعت ادائیگی	5:30
مرکز کی نئی تعمیر میں رضا کارانہ خدمت	5:50 تا 6:35
بعد نماز مغرب تربیتی و اصلاحی بیان	7:45 تا 8:30
کھانا	8:30 تا 9:00
نماز عشاء کی باجماعت ادائیگی	9:15
ملٹی میڈیا پروجیکٹر پر مخصوص بیان کی سماعت	9:45 تا 10:45
رات کا آرام	11:00 تا 3:30

احناف میڈیا سروس کی آفیشل ویب سائٹ www.ahnafmedia.com

پر کورس کی مکمل کارروائی براہ راست نشر کی گئی آئن لائن Viewers کی تعداد تقریباً ایک لاکھ کے قریب تھی۔ جنہوں نے دنیا کے مختلف ممالک میں رہتے ہوئے ہمارے کورس کو سنا اور اس سے بھرپور استفادہ کیا۔ اختتامی تقریب میں مفتی سعید الحسن دہلوی نے دعا کرائی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاص کے ساتھ دین کی اشاعت اور تحفظ کا ذریعہ بنائے اور شرکاء کو اسناد تقسیم کی گئیں۔

المختصر! شرکاء کورس نے اس کی افادیت اور ضرورت کا صدق دل سے

اعتراف کرتے ہوئے ہمیں اپنے تاثرات لکھ کر دیے چونکہ صفحات کا دامن تنگی کی شکایت کر رہا ہے اس لیے سے چند ایک کا تذکرہ قارئین کی نذر کر تا ہوں۔

تاثرات

﴿1﴾ محمد عمر اشرف، مشکوٰۃ شریف، اوکاڑہ

مجھے یہاں آکر کیا فائدہ ہوا ہے تو میں اپنے دل سے کہہ رہا ہوں کہ مجھے یہاں آکر بہت زیادہ نفع حاصل ہوا ہے اپنے اہلسنت والجماعت حنفی دیوبندی ہونے پر فخر محسوس کیا ہے اویہ سب مرکز اہل السنۃ والجماعت کے اساتذہ اور خصوصاً استاد محترم مولانا محمد الیاس گھمن کے دروس کی وجہ سے ہے میں دل سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مرکز اہل السنۃ والجماعت کو ترقیاں نصیب فرمائے۔

﴿2﴾ قیصر لطیف، درجہ خامسہ، چکوال

یہاں کا نظم و ضبط ہی بہت اچھا تھا مجھے پہلے باطل فرقوں کے بارے میں کچھ بھی علم نہ تھا لیکن یہاں آکر اساتذہ کی محنت سے الحمد للہ بہت کچھ ساتھ لے کر جا رہا ہوں۔

﴿3﴾ عنایت اللہ عینی، پشاور

میرے حضرت جی بحر طریقت حضرت شیخ فضل ربی الصوفی دامت برکاتہم تین چیزوں پر بہت زیادہ زور فرماتے ہیں۔ (1) علم (2) عمل (3) خدمت اور یہاں مرکز اہل السنۃ والجماعت میں بھی میں نے ان تین چیزوں کو بہت زیادہ پایا ہے۔۔۔ ان چند دنوں میں مرکز اہل السنۃ والجماعت کے روحانی ماحول میں؛ میں نے دیکھا اور مشاہدہ کیا کہ سارے طلباء اور علماء اعمال بڑے شوق و ذوق کیساتھ کر رہے تھے۔ حالانکہ مثل مشہور ہے کہ طلباء آزاد ہوتے ہیں لیکن یہاں یہ یہی طالب علم بڑے شوق سے تلاوت کلام، نوافل، ذکر و مراقبہ اور مختلف عبادات کر رہے تھے۔ مرکز

کے اس نورانی ماحول کو بچہ بھی بخوبی محسوس کر سکتا ہے اس لئے تو میں اس روحانی اور خانقاہی ماحول میں بڑا لطف اور سکون محسوس کر رہا ہوں میں ان سب باتوں کا خلاصہ حضرت متکلم اسلام علامہ محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کو قرار دیتا ہوں۔ جن کی محنت اور تربیت نے ایسا ماحول بنایا ہے۔

﴿4﴾.....امیر محمد

اساتذہ مرکز اہل السنۃ والجماعت اور متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن کا شکریہ جنہوں نے ایسا ماحول اور نظم بنایا کہ اس پر اعتراضات کا موقع نہیں دیا آنے والے طلباء و علماء کو شکریہ ادا کرنا چاہیے۔

﴿5﴾.....عبدالرحمن۔ درجہ رابعہ، لاہور

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن اور باقی اساتذہ کرام کا مشکور ہوں جنہوں نے محنت کر کے ہمیں سمجھایا الحمد للہ یہاں آنے کا مجھے بہت فائدہ ہوا۔

﴿6﴾.....محمد عمار یاسر، دار القرآن، فیصل آباد

الحمد للہ! ہم ساتھیوں نے آپ کے پاس مرکز اہل السنۃ والجماعت میں بارہ روزہ دورہ تحقیق المسائل میں حصہ لیا اور پھر پور فائدہ اٹھایا۔

﴿7﴾.....محمد محسن، درجہ سادسہ، فیصل آباد

ہم نے اپنے مرکز اہل السنۃ والجماعت میں بہت کچھ حاصل کیا ہمیں اس مرکز میں پتہ چلا کہ دشمن اسلام کیسے کیسے نئے طریقوں سے ہمارے دین اسلام کو مٹانے کی اور ہمارے دلوں سے اسلام کی محبت کو ختم کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے، احناف میڈیا سروس ہمیں بہت پسند آئی اور ہمیں خوشی ہوئی ہے کہ ہمارا دین صرف مدرسہ یا کتاب تک محدود نہیں رہا بلکہ ٹیکنالوجی کی دنیا میں بھی انتہائی وسعت کو پہنچ گیا ہے۔

﴿8﴾..... محمد مجاہد، درجہ خامسہ، فیصل آباد

ان بارہ ایام میں ہمیں اتنا فائدہ ہوا جتنا پانچ سال کتب پڑھ کر بھی نہیں ہوا، فوائد تو بے شمار ہیں ان میں سب سے زیادہ اہم فائدہ یہ ہوا کہ مسلکی کام کا ذوق پیدا ہوا ہے اور اس بات کا اندازہ ہوا ہے کہ جن فرقوں کو ہم اتنا کمزور سمجھتے ہیں درحقیقت وہ دین کے لیے کتنے نقصان دہ ہیں۔ دوسرا اہم فائدہ یہ نظر آیا ہے کہ ایک بیماری بہت عام ہے وہ یہ ہے کہ جو آدمی جس تحریک کا حصہ ہوتا ہے وہ اسی کی بات مانتا ہے اور باقی علماء اور ان کی تحریکات کی افادیت کا انکار کرتا ہے یہاں آکر یہ فائدہ ہوا ہے کہ اس بارے میں بہت زیادہ اصلاح ہوئی ہے۔

﴿9﴾..... عبدالسلام، درجہ خامسہ، باگڑیاں نو

جب میں 15 جون کو آیا تھا تو میں کچھ بھی نہیں جانتا تھا اب جب دورہ تحقیق المسائل کر کے جا رہا ہوں تو میں محسوس کر رہا ہوں کہ میں نے بہت کچھ سیکھ لیا ہے اس لئے میں بہت زیادہ مشکور ہوں۔

﴿10﴾..... محمد زکریا، خادم جامعہ فاروقیہ، شیخوپورہ

بندہ الحمد للہ اس دورہ سے بہت مستفید ہوا ہے البتہ اگر آخری دن معمولی سے امتحان کی بھی ترتیب ہو تو یہ دورہ ہر ایک طالب کے لیے زیادہ کارآمد ہوگا۔ دعا ہے اللہ کریم بار بار ایسی مجالس نصیب فرمائے۔ آمین بحاجہ النبی الکریم

نوٹ:

دورہ تحقیق المسائل میں دیے گئے تمام دروس و بیانات ہماری ویب سائٹ

پر اپ لوڈ ہو چکے ہیں۔ www.ahnafmedia.com

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما

مولانا محمد عاطف معاویہ حفظہ اللہ

نام و نسب

ابو عبد اللہ جابر بن عبد اللہ بن عمرو الانصاری

آپ کا شمار ان انصار صحابہ میں ہوتا ہے جنہوں نے بیعت عقبہ میں شرکت کی۔ آپ کو یہ سعادت حاصل ہے کہ خود بھی صحابی ہیں اور ان کے والد بھی صحابی ہیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے ایک رات پچیس مرتبہ دعا فرمائی تھی۔ نیز آپ کا شمار ان خوش نصیب صحابہ میں ہوتا ہے جو محدث بھی تھے اور فقیہ بھی یعنی الفاظ پیغمبر کے محافظ بھی تھے اور مراد پیغمبر بھی سمجھتے تھے۔

علمی واجتہادی مقام

امام ذہبی رحمہ اللہ نے آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے کئی نمایاں اوصاف ذکر فرمائے ہیں: الامام، الفقیہ، مفتی المدینہ فی زمانہ

تذکرۃ الحفاظ ج 1 ص 35

یعنی آپ وقت کے امام و فقیہ اور اپنے دور میں مدینہ منورہ کے مفتی تھے آپ نے علم کا بہت بڑا حصہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور کبار صحابہ رضی اللہ عنہم سے حاصل کیا جس کی بدولت آپ کمال درجہ قوت اجتہاد کے مالک تھے۔ آیات قرآنیہ سے مسائل کا استنباط، نصوص متعارضہ میں فرمان پیغمبر کے معنی کی تعیین وغیرہ جیسی خصوصیات کے حامل تھے۔

ذوق مجتہد:

مجتہد نہ تو خود قرآن کی مخالفت کرتا ہے نہ ہی کسی اور کی طرف سے کی جانے والی مخالفت کو برداشت کرتا ہے بسا اوقات ایک کام بظاہر آیت کے خلاف ہوتا ہے مگر حقیقت میں وہ شریعت کے مطابق ہوتا ہے جس کو ہر بندہ نہیں سمجھ سکتا مثلاً انسان کی موت کب اور کہاں آئے گی؟ اس کا علم صرف اللہ کو ہے، لیکن اگر خدا کا کوئی ولی اپنی موت کے متعلق پہلے بتا دے تو اس کو قرآن کے خلاف نہیں کہیں گے بلکہ یہ ولی کی کرامت ہوگی۔ اس کی مثال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی ملتی ہے۔ حضرت جابر اپنے والد کی شہادت کے متعلق فرماتے ہیں: لَمَّا حَضَرَ أُحُدٌ دَعَانِي أَبِي مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ مَا أُرَانِي إِلَّا مُقْتُولًا فِي أَوَّلِ مَنْ يُقْتَلُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنِّي لَا أَتْرُكُ بَعْدِي أَعَزَّ عَلَيَّ مِنْكَ غَيْرُ نَفْسِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي عَلَى دِينِنَا فَاقِضْ وَاسْتَوْصِ بِأَخَوَاتِكَ خَيْرًا فَأَصْبَحْنَا فَكَانَ أَوَّلَ قِتِيلٍ۔

صحیح البخاری: باب هل يخرج الميت من القبر والحمد لله

کہ غزوہ احد کے موقع پر میرے والد نے مجھے اپنے پاس بلایا اور فرمایا اس جنگ میں صحابہ میں سے سب سے پہلے مجھے شہید کیا جائے گا اس کے بعد والد محترم نے کچھ وصیت کی اور جنگ میں شریک ہو گئے جب جنگ ہوئی تو سب سے پہلے شہید میرے والد محترم تھے۔

اب اس کو قرآن کے خلاف نہیں کہیں گے اگر قرآن کے خلاف ہوتا تو حضرت جابر اس پر خاموشی اختیار نہ فرماتے۔

مراد پیغمبر کی تعیین

ہمارے ملک میں کچھ لوگوں کا نظریہ ہے کہ مقتدی اگر امام کے پیچھے فاتحہ نہ

پڑھے تو اس کی نماز نہیں ہوتی۔ یہ فرقہ بطور دلیل صحیح بخاری کی یہ حدیث پیش کرتا ہے: لا صلوة لمن یقرأ بفاتحة الكتاب۔ کہ جو بھی سورت فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ جبکہ صحابی رسول حضرت جابر بن عبد اللہ اس حدیث کا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ حکم منفرد کو ہے نہ کہ مقتدی کو۔ امام ترمذی رحمہ اللہ کے الفاظ ہیں: قال جابر بن عبد الله اذا كان وحده

جامع الترمذی: ج: 1: ص: 71 باب ما جاء فی ترک قراءة خلف الامام

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں: [یہ حدیث] اکیلے آدمی کے لیے ہے۔

یعنی اگر آدمی امام کی اقتداء میں نماز ادا کر رہا ہو تو قرات کرنی کی ضرورت نہیں بلکہ امام کی قرات ہی کافی ہے یہی نظریہ حضرت جابر کا تھا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ ایک حدیث نقل کرتے ہیں:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقَرَأَهُ الْإِمَامُ لَهُ قِرَاءَةً. وقال الامام البوصيري صحيح على شرط الشيخين

اتحاف الخيرة المهرة للبوصيري ج: 2، ص 216 حدیث نمبر 1832

ترجمہ: جو شخص امام کے پیچھے ہو تو امام کی قرات اس (مقتدی) کی قرات ہوگی۔

حضرت جابر کے علاوہ کئی اور حضرات نے بھی حدیث: لا صلوة لمن یقرأ

بفاتحة الكتاب کو منفرد کے متعلق قرار دیا ہے۔ مثلاً

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا کہ یہ حکم اکیلے آدمی کیلئے ہے۔

موطا امام مالک بحوالہ احسن الکلام: ج: 2: ص: 39

امام سفیان بن عیینہ جو اس حدیث کے راوی ہیں، فرماتے ہیں: لمن یصلی

وحده [اس حدیث کا حکم اکیلے آدمی کے لیے ہے]

تفسیر سفیان بن عیینہ: ص: 202، ابوداؤد: ج: 1: ص: 126

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں اذا كان وحده [اس حدیث کا حکم اکیلے آدمی کیلئے ہے]

ترمذی: ج: 1: ص 71 باب ما جاء في ترك قراءة خلف الامام
امام ابن عبد البر فرماتے ہیں: عن عبادۃ رضى الله عنه وهو محتمل للتأويل
خاص وواقع على من صلى وحده او كان اماماً

التمهيد لابن عبد البر: ج: 4: ص: 448، 449، الاستذكار: ج: 1: ص: 470
ترجمہ: حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث خاص ہے اور اس کا حکم اس شخص کے لیے ہے جو اکیلا نماز پڑھ رہا ہو یا پھر امام ہو۔

تراویح بیس رکعت

عن جابر بن عبد الله قال خرج النبي صلى الله عليه وسلم ذات ليلة في رمضان فصلى الناس أربعة وعشرين ركعة وأوتر بثلاثة

تاريخ جرجان للسبهي ص 317

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں ایک رات تشریف لائے اور لوگوں کو چار (فرض) بیس رکعت (تراویح) اور تین و تر پڑھائے۔

وفات حسرت آیات

74 یا 78 ہجری کو حدیث وفقہ کا یہ حسین امتزاج دارفانی سے دار البقاء کی طرف منتقل ہو گیا وفات کے وقت عمر مبارک 94 سال تھی اور آپ تقریباً مدینہ منورہ میں سب سے آخر میں فوت ہونے والے صحابی ہیں۔

لطائف و معارف سورہ فاتحہ

”سورۃ الفاتحہ“ کو ام القرآن اور خلاصۃ القرآن ہونے کی حیثیت حاصل ہے۔ اس کے دقیق مضامین، دلنشین فرامین اور لطائف و معارف ایک عظیم شان کے مالک ہیں۔ عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عالی ذوق پر اس کی تشریح فرمائی ہے، وقتاً فوقتاً ہم اسے ہدیہ قارئین کرتے رہیں گے۔

مفتی شبیر احمد حنفی

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر رحمہ اللہ نے فرمایا: ”الحمد للہ“ کے معنی ہیں کہ سب تعریفیں اللہ کے لیے خاص ہیں۔ میرے شیخ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے تفسیر پڑھاتے ہوئے فرمایا تھا کہ تعریف کی چار قسمیں ہیں:

- (1) بندہ اللہ کی تعریف کرے۔ (2) اللہ بندہ کی تعریف کرے۔
 - (3) بندہ بندے کی تعریف کرے۔ (4) اللہ خود اپنی تعریف کرے۔
- اور یہ چاروں قسمیں اللہ کے لیے خاص ہیں، کوئی مخلوق اس لائق نہیں کہ اس کی تعریف کی جائے، اگر کسی کی تعریف کی جاتی ہے تو وہ دراصل اللہ ہی کی تعریف ہے کیونکہ بندہ میں اگر کوئی خوبی ہے بھی تو وہ اللہ ہی کی عطا ہے، اگر کسی بھیک منگے کو بھیک کے پیالے میں کوئی ایک کروڑ کا موتی دے دے تو اس میں بھیک منگے کا کیا کمال ہے، یہ تو دینے والے کا کمال ہے۔ ہمارے پاس جو نعمتیں اور خوبیاں ہیں یہ سب اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی بھیک ہے، اللہ تعالیٰ کی عطا ہے ہمارا کمال نہیں۔ اس لیے تعریف کے قابل صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، سب کمالات اللہ کے لائق ہیں، اللہ پاک نے ہمیں



”اَنْتُمْ الْفُقَرَاءُ“ فرمایا ہے، ہم تو ان کے رجسٹرڈ فقیر ہیں، جب ہم فقیر ہیں تو ہماری ہر چیز بھیک ہے، آنکھ کی بینائی، کان کی شنوائی، زبان کی گویائی وغیرہ تمام نعمتیں اللہ کی دی ہوئی ہیں یہی وجہ ہے کہ جب چاہتے ہیں واپس لے لیتے ہیں، ہم اپنے جسم و جان کے مالک نہیں ہیں یہی وجہ ہے کہ ہمیں اپنے اعضاء کو مرضی الہی کے خلاف استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہے اگر کوئی شخص کرتا ہے تو وہ مجرم ہے اور اسی وجہ سے خود کشی حرام ہے کیونکہ کوئی شخص اپنی جان کا مالک نہیں ہوتا لہذا اس کو اجازت نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی جان میں تصرف کرے۔

”الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ“ کے معنی ہیں کہ سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو پالنے والا ہے ہر عالم کا، ”عالمین“ جمع ہے ”عالم“ کی اور عالم ”علم“ سے ہے جس کے معنی ہیں نشان۔ چونکہ عالم کا ذرہ ذرہ اللہ کے وجود کی نشانی ہے، ہر چیز اللہ کے وجود پر دلالت کرتی ہے اس لیے اس کو عالم کہا جاتا ہے اور عالمین جمع ہے کیونکہ مخلوقات کی ہر جنس کا الگ الگ عالم ہے جیسے عالم انسان، عالم جنات، عالم نباتات، عالم جمادات، عالم ناسوت، عالم لاہوت، عالم ملکوت اور عالم جبروت وغیرہ ہزاروں عالم ہیں اور سارے عالموں کا پالنے والا اللہ ہے۔

عالم لاہوت پر ایک لطیفہ یاد آیا۔ ایک بدعتی پیر اپنے مریدوں پر رعب جما رہا تھا کہ میں عالم لاہوت، عالم ملکوت اور عالم جبروت کی سیر کر رہا ہوں، اس مجلس میں ایک صحیح العقیدہ بزرگ بھی موجود تھے، ان سے اس پیر نے پوچھا کہ آپ کس عالم میں ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میں تو عالم کھاہوت میں رہتا ہوں یعنی خوب کھاتا ہوں اور یہ دراصل انہوں نے اس پر چوٹ کی کیونکہ جعلی پیروں کا مقصد کھانا پینا اور پیسے بنانا ہے۔ خیر یہ تو ایک لطیفہ کی بات تھی۔ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو



خیال ہوا کہ اللہ تعالیٰ سارے عالم کو کیسے پالتے ہیں؟! اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ! سامنے جو پتھر کی چٹان سے اس پر لاٹھی مارو۔ آپ نے لاٹھی ماری تو پتھر کی ایک چٹان اڑ گئی، حکم ہوا کہ اور مارو دوسری بار لاٹھی ماری تو چٹان کی ایک اور تہہ اڑ گئی پھر حکم ہوا کہ اور مارو تیسری بار پوری چٹان ٹوٹ گئی تو دیکھا کہ اندر ایک چھوٹا سا کیڑا بیٹھا ہوا ہے جس کے منہ میں تازہ گھاس کا ہر اپتہ ہے اور وہ یہ تسبیح پڑھ رہا تھا: سُبْحَانَ مَنْ يَوْنِي وَيَسْمَعُ كَلَامِي وَيَعْرِفُ مَكَانِي وَيَزُفُنِي وَلَا يَنْسَانِي

پاک ہے وہ اللہ جو مجھے دیکھ رہا ہے اور جو میری بات کو سن رہا ہے اور جو میرا گھر جانتا ہے اور جو مجھ کو رزق پہنچاتا ہے اور جو مجھ کو کبھی نہیں بھولتا۔ یہ واقعہ تفسیر روح المعانی میں ﴿وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رُزْقُهَا﴾ کی تفسیر کے ذیل میں لکھا ہوا ہے۔

سوال یہ ہے کہ سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں لیکن ہم کو اللہ کی پہچان کیسے ہوگی؟ کیونکہ اللہ کو ہم دیکھ نہیں سکتے تو آگے فرماتے ہیں کہ ﴿رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ میں سارے عالم کا رب ہوں، میری ربوبیت سے مجھے پہچانو۔ رب کے معنی ہیں: تربیت کرنے والا، پرورش کرنے والا: الَّذِي يَجْعَلُ النَّاقِصَ كَامِلًا شَيْئًا فَشَيْئًا أَمَّا عَلَى سَبِيلِ التَّدْرِجِ

جو ناقص کو آہستہ آہستہ کامل بنا دے، بچہ چھوٹا سا پیدا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت سے آہستہ آہستہ پندرہ سال کا جوان ہو جاتا ہے، زمین میں آپ درخت کا بیج ڈالتے ہیں جس سے چھوٹا سا پودا نکلتا ہے جو آہستہ آہستہ پورا درخت بن جاتا ہے اسی طرح سلوک میں ترقی آہستہ آہستہ ہوتی ہے، بعض لوگ چاہتے ہیں کہ آج ہی سلسلہ میں داخل ہوئے اور آج ہی جنید بغدادی بن جائیں اس لیے جلد بازی اور تعجیل مناسب

نہیں۔ اللہ تعالیٰ رب الاجسام بھی ہیں اور رب الارواح بھی ہیں خالق الارزاق البدنیہ بھی ہیں اور خالق الارزاق الروحانیہ بھی ہیں یعنی ہمارے جسم کو بھی غذا دیتے ہیں اور ہماری روح کو بھی غذا دیتے ہیں، جسمانی غذا ماں باپ کے ذریعہ دیتے ہیں اور روحانی غذا انبیاء اور اولیاء کے ذریعہ دیتے ہیں اور وہ ذکر و عبادت ہے جس سے رفتہ رفتہ تربیت ہوتی ہے، جس طرح جسم پندرہ سال میں بالغ ہوتا ہے تو روح کے بالغ ہونے میں بھی کچھ زمانہ لگے گا۔ یہی شان ربوبیت ہے اور یہی اللہ کے اللہ ہونے کی دلیل ہے۔

الحمد للہ کی دلیل رب العلمین ہے اگر کوئی بچہ پوچھے کہ کیا دلیل ہے کہ آپ ہمارے ماں ابا ہیں تو ماں باپ کہیں گے کہ ہم تمہیں پال رہے ہیں یہ پالنا ہی دلیل ہے کہ ہم تمہارے ماں ابا ہیں، اللہ تعالیٰ کی پہچان رب العلمین ہے کہ میں تمہیں پال رہا ہوں، تمہارے پالنے کے لیے میں نے زمین و آسمان چاند سورج بادل اور ہوائیں سارا نظام کائنات پیدا کیا ہے اور ساری کائنات کو تمہاری خدمت میں لگا دیا ہے، ایک لقمہ جو تمہارے منہ تک پہنچتا ہے اس میں زمین و آسمان چاند اور سورج بارش اور ہوائیں غرض پوری کائنات خدمت میں لگی ہے تب ایک لقمہ تیار ہوا ہے۔

لہذا میری ربوبیت دلیل ہے میری الوہیت کی، تمہیں پالنا دلیل ہے کہ میں تمہارا اللہ ہوں تمہاری پرورش میں پوری کائنات کو میں نے تمہارا خادم بنادیا تو سوچو کہ تم کس لیے ہو؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: **إِنَّ الدُّنْيَا خُلِقَتْ لَكُمْ وَأَنْتُمْ خُلِقْتُمْ لِلْآخِرَةِ**

(تخریج احادیث الاحیاء، رقم الحدیث 3187)

یعنی ساری دنیا تمہارے لیے پیدا کی گئی ہے اور تم آخرت کے لیے پیدا کیے گئے ہو۔

[خزان القرآن: ص 21 تا 19]

نماز اہل سنت والجماعت... نماز تراویح 20 رکعات متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن

چونکہ رمضان المبارک بالکل قریب ہے اور بہت سے قارئین یہ جاننا چاہتے ہیں کہ بعض لوگ حدیث کا نام لے کر کہتے ہیں کہ حدیث میں تراویح کی تعداد 8 ہے۔ حالانکہ ہم اہل سنت والجماعت 20 رکعات تراویح پڑھتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ کیا ہمارے پاس اس کے دلائل موجود ہیں۔

رمضان مقدس کا مہینہ عالم روحانیت کا موسم بہار ہے۔ اس کی مخصوص عبادات میں دن کا روزہ اور رات کا قیام یعنی نماز تراویح بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ اس کی برکات کا یہ عالم ہے کہ اس میں ایک نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب ستر فرائض کے برابر کر دیا جاتا ہے۔

(شعب الایمان للبیہقی ج 3 ص 305، مشکوٰۃ المصابیح ج 1 ص 173)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس ماہ مبارک میں کثرت سے عبادت فرماتے تھے۔ چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ شَدَّ مِئْزَرَهُ ثُمَّ لَمْ يَأْتِ فِرَاشَهُ حَتَّى يَنْسَلِخَ۔

(شعب الایمان للبیہقی ج 3 ص 310 فضائل شہر رمضان)

ترجمہ: جب رمضان مبارک آتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمر ہمت کس لیتے اور اپنے بستر پر تشریف نہ لاتے، یہاں تک کہ رمضان گزر جاتا اور آخری دس دنوں کے متعلق فرماتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَنِدُ فِي الْعَشْرِ الْآخِرِ مَا لَا يَجْتَنِدُ

فِي غَيْرِهِ.

(صحیح مسلم ج 1 ص 372 باب الاجتهاد فی العشر الاواخر الخ)

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری دس دنوں میں جو کوشش فرماتے وہ باقی دنوں میں نہ فرماتے تھے۔ اس لئے اس ماہ میں جتنی بھی زیادہ سے زیادہ عبادت ہو سکے پوری ہمت اور کوشش سے کرنی چاہیے۔ قیام رمضان یعنی نماز تراویح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس رکعات ادا فرمائی ہیں۔

اس پر حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام رحمہ اللہ، ائمہ مجتہدین رحمہ اللہ، حضرات مشائخ رحمہ اللہ وغیرہ عمل پیرا رہے۔ اسلامی ممالک میں چودہ سو سال سے اسی پر عمل ہوتا رہا ہے اور امت مسلمہ کا اسی پر اجماع و اتفاق ہے۔ چند احادیث و آثار اور فقہاء امت کی تصریحات نقل کی جاتی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک عمل:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیام رمضان بیس رکعات فرمایا کرتے تھے

﴿1﴾... حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي رَمَضَانَ فَصَلَّى النَّاسَ أَرْبَعَةً وَعَشْرِينَ رُكْعَةً وَأَوْتَرِثَ ثَلَاثَةً.

(تاریخ جرجان للسمعی ص 142)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں ایک رات تشریف لائے اور لوگوں کو چار (فرض)، بیس رکعات (تراویح) اور تین و تیر پڑھائے۔

﴿2﴾..... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:
 أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عَشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوُتْرَ.
 (مصنف ابن ابی شیبہ ج 5 ص 225 رقم 7774)
 ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں بیس رکعات (تراویح)
 اور وتر پڑھتے تھے۔

حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا عمل :

حضرات خلفائے راشدین میں سے حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت
 علی رضی اللہ عنہم کے دور مبارک میں تراویح بیس رکعات ہی پڑھی جاتی رہی ہیں۔
 تصریحات پیش ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ :

﴿1﴾...عَنْ أَبِي بَرْزٍ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَمَرَ أَبِي بَرْزٍ
 كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنْ يُصَلِّيَ بِاللَّيْلِ فِي رَمَضَانَ فَقَالَ إِنَّ النَّاسَ يَصُومُونَ النَّهَارَ
 وَلَا يُحْسِنُونَ أَنْ يَقْرَأُوا فَلَوْ قَرَأْتُ الْقُرْآنَ عَلَيْهِمْ بِاللَّيْلِ... فَصَلَّى بِهِمْ عَشْرِينَ رَكْعَةً.
 (مسند احمد بن منبج بحوالہ اتحاد الخيرة الحمرة ج 2 ص 424 ، رقم 2390)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب
 رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ رمضان کی راتوں میں نماز پڑھائیں۔ (چنانچہ) فرمایا
 کہ لوگ سارا دن روزہ رکھتے ہیں اور قرأت اچھی طرح نہیں کر سکتے۔ اگر آپ رات کو
 انہیں (نماز میں) قرآن سنائیں تو بہت اچھا ہو گا۔ پس حضرت ابی بن کعب رضی اللہ
 عنہ نے انہیں 20 رکعات پڑھائیں۔

﴿2﴾.....عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدٍ قَالَ كَانُوا يَقْرَأُونَ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ
 اللَّهُ عَنْهُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ بِعَشْرِينَ رَكْعَةً قَالَ وَكَانُوا يَقْرَأُونَ بِالْمِثْنَيْنِ وَكَانُوا يَتَوَكَّؤْنَ



عَلَى عَصِيْبِهِمْ فِي عَهْدِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ شِدَّةِ الْقِيَامِ۔

(السنن الکبری للبیہقی ج 2 ص 496)

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باجماعت) بیس رکعات تراویح پڑھتے تھے اور (قاری صاحبان) سو سو آیات والی سورتیں پڑھتے تھے اور لوگ لمبے قیام کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں لاٹھیوں کا سہارا لیتے۔

﴿3﴾.....وَرَوَى مَالِكٌ مِنْ طَرِيقِ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ عَشْرِينَ رُكْعَةً۔

(فتح الباری لابن حجر ج 4 ص 321، نیل الاوطار للشوکانی ج 3 ص 57، رقم 946)

ترجمہ: امام مالک نے یزید بن خصیفہ کے طریق سے سائب بن یزید کی روایت نقل کی ہے کہ عہد فاروقی میں بیس رکعات تراویح تھیں۔

﴿4﴾.....قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ الْقُرْظِيُّ كَانَ النَّاسُ يُصَلُّونَ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي رَمَضَانَ عَشْرِينَ رُكْعَةً۔

(قیام اللیل للمروزی ص 157 کتاب قیام رمضان، باب عدد الركعات الخ)

ترجمہ: حضرت محمد بن کعب القرظی (جو جلیل القدر تابعی ہیں) فرماتے ہیں کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بیس رکعات تراویح پڑھتے تھے۔

﴿5﴾.....عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُوْمَانَ أَنَّهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُقَوِّمُونَ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَعَشْرِينَ رُكْعَةً۔

(موطا امام مالک ص 98 ما جاء في قیام رمضان)

ترجمہ: یزید بن رومان کہتے ہیں لوگ (صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین) حضرت عمر رضی

اللہ عنہ کے زمانہ میں 23 رکعتیں پڑھتے تھے (بیس تراویح اور تین وتر)

﴿6﴾..... عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ حُمْرَيْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَمَرَ رَجُلًا يُصَلِّيَ بِهِمْ عَشْرَيْنَ رَكْعَةً.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج 5 ص 223، رقم 7764)

ترجمہ: یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ لوگوں کو بیس رکعات پڑھائے۔

﴿7﴾..... عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ حُمْرَيْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَجْمَعُ النَّاسَ عَلَى أَبِي بِنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ فَكَانَ يُصَلِّيَ بِهِمْ عَشْرَيْنَ رَكْعَةً.

(سنن ابی داؤد ج 1 ص 211 باب القنوت فی الوتر)

ترجمہ: حضرت حسن سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت پر جمع فرمایا۔ وہ لوگوں کو بیس رکعات نماز تراویح پڑھاتے تھے۔

﴿8﴾..... عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ حُمْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَمَرَ أَبِيًّا أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فِي رَمَضَانَ... فَصَلَّى بِهِمْ عَشْرَيْنَ رَكْعَةً.

(الاحادیث المختارة للمقدسی ج 3 ص 367 رقم الحدیث 1161)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ رمضان میں لوگوں کو نماز پڑھائیں تو آپ نے انہیں بیس رکعت پڑھائیں۔

﴿9﴾..... عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ... كَانَ الْقِيَامُ عَلَى عَهْدِ حُمْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ثَلَاثَةً وَعَشْرَيْنَ رَكْعَةً.

(مصنف عبد الرزاق ج 4 ص 201 باب قیام رمضان، رقم الحدیث 7763)

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں

تین رکعت (وتر) اور بیس رکعت (تراویح) پڑھی جاتی تھیں۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ :

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بھی تراویح بیس رکعات تھیں، حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں: كَانُوا يَقْرَءُونَ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ بَعْشَرِينَ رَكْعَةً قَالَ وَكَانُوا يَقْرَءُونَ بِالْمِئِينَ وَكَانُوا يَتَوَكَّؤُونَ عَلَى عَصِيهِمْ فِي عَهْدِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ شِدَّةِ الْقِيَامِ۔

(السنن الكبرى للبيهقي ج 2 ص 496)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور مبارک میں (صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہ اللہ) بیس رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے اور قاری سو سو آیات والی سورتیں پڑھتے تھے اور لوگ لمبے قیام کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں لاٹھیوں کا سہارا لیتے تھے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ :

آپ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بھی تراویح بیس رکعات ہی پڑھی جاتی تھیں۔ درج ذیل روایات سے یہ بات واضح معلوم ہوتی ہے۔

﴿1﴾..... حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ أَمَرَ الَّذِي يُصَلِّي بِالنَّاسِ صَلَاةَ الْقِيَامِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ أَنْ يُصَلِّيَ بِهِمْ عَشْرِينَ رَكْعَةً يُسَلِّمُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُؤْوِخُ مَا بَيْنَ كُلِّ أَرْبَعِ رَكْعَاتٍ فَيَرْجِعُ ذُو الْحَاجَةِ وَيَتَوَضَّأُ الرَّجُلُ وَأَنْ يُؤْتِيَ بِهِمْ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ حِينَ الْإِنصَارِافِ۔

(مسند الامام زید ص 158-159 باب القیام فی شہر رمضان)

ترجمہ: امام زید اپنے والد امام زین العابدین سے وہ اپنے والد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جس امام کو

رمضان میں تراویح پڑھانے کا حکم دیا اسے فرمایا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات پڑھائے، ہر دو رکعت پر سلام پھیرے۔ ہر چار رکعت کے بعد اتنے آرام کا وقفہ دے کہ حاجت والا فارغ ہو کر وضو کر لے سب سے آخر میں وتر پڑھائے۔

﴿2﴾..... عَنْ أَبِي الْحُسَيْنِ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَمَرَ رَجُلًا يُصَلِّيَ بِهِمْ فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج 5 ص 223، رقم الحدیث 7763)

ترجمہ: حضرت ابو الحسناء سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو رمضان میں بیس رکعات تراویح پڑھائے۔

﴿3﴾..... عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّلْمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ دَعَا الْقُرَاءَ فِي رَمَضَانَ فَأَمَرَهُمْ رَجُلًا يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَكَانَ عَلِيٌّ يُؤْتِرُهُمْ.

(السنن الکبری للبیہقی ج 2 ص 496)

ترجمہ: ابو عبد الرحمن السلمی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رمضان المبارک میں قاریوں کو بلایا۔ پھر ان میں سے ایک قاری کو حکم دیا کہ لوگوں کو بیس رکعات پڑھائے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ خود انہیں وتر پڑھاتے تھے دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہ اللہ کا عمل:

خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے علاوہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کرام رحمہ اللہ سے بھی بیس رکعات تراویح ہی منقول ہے ذیل میں چند شخصیات کا عمل پیش کیا جاتا ہے جنہوں نے بیس رکعات تراویح پڑھی یا پڑھائی ہیں۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

حضرت زید بن وہب فرماتے ہیں: كَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُصَلِّي بِنَا فِي شَهْرِ رَمَضَانَ فَيَنْصَرِفُ وَعَلَيْهِ كَيْلُ قَالَ الْأَحْمَشُ: كَانَ يُصَلِّي عِشْرِينَ رَكْعَةً

وَيُؤْتِرُ بِثَلَاثٍ۔

(قیام الیل للمروزی ص 157 کتاب قیام رمضان، باب عدد الركعات الخ)
ترجمہ: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما رمضان المبارک میں ہمیں تراویح پڑھاتے تھے اور گھر لوٹ جاتے تو رات ابھی باقی ہوتی تھی۔ حدیث کے راوی امام اعظم فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر پڑھتے تھے۔

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ :

حضرت حسن بصری حضرت عبدالعزیز بن رفیع سے روایت کرتے ہیں:
كَانَ أَبُو بِنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فِي رَمَضَانَ بِالْمَدِينَةِ عَشْرِينَ رُكْعَةً
وَيُؤْتِرُ بِثَلَاثٍ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج 5 ص 224، رقم 7766)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رمضان میں لوگوں کو بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر پڑھاتے تھے۔

حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ:

آپ جلیل القدر تابعی ہیں دو صحابہ رضی اللہ عنہم کی زیارت کی ہے
أَذْرَكْتُ النَّاسَ وَهُمْ يُصَلُّونَ ثَلَاثًا وَعَشْرِينَ رُكْعَةً بِالْوُتْرِ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج 5 ص 224، رقم 7770)

ترجمہ: میں نے لوگوں (صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہ اللہ حضرات) کو بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر پڑھتے پایا ہے۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ :

إِنَّ النَّاسَ كَانُوا يُصَلُّونَ خَمْسَ تَرَوِجَاتٍ فِي رَمَضَانَ۔

(کتاب الآثار بروایۃ ابی یوسف ص 41 باب السهو، رقم الحدیث 211)

ترجمہ: لوگ رمضان میں پانچ ترویجے (بیس رکعات) پڑھتے تھے۔

حضرت شتیر بن شکل رحمہ اللہ :

نامور تابعی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔ آپ کے بارے میں روایت ہے: عَنْ شَتِيرِ بْنِ شَكْلٍ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يُؤَمِّهُمُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ بِعَشْرِينَ رُكْعَةً وَيُؤْتِرُ بِثَلَاثٍ۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی ج 2 ص 496)

ترجمہ: حضرت شتیر بن شکل جو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں، لوگوں کو رمضان میں بیس رکعات تراویح اور تین رکعت وتر پڑھاتے تھے۔

حضرت ابوالبحتری رحمہ اللہ :

اہل کوفہ میں اپنا علمی مقام رکھتے تھے۔ آپ حضرت ابن عباس، حضرت عمر، حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہم وغیرہ کے شاگرد ہیں۔ آپ کے بارے میں روایت ہے: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّيُ خَمْسَ تَرَوِيحَاتٍ فِي رَمَضَانَ وَيُؤْتِرُ بِثَلَاثٍ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج 5 ص 224، رقم 7768)

ترجمہ: آپ رمضان میں پانچ ترویجے (یعنی بیس رکعات) اور تین وتر پڑھتے تھے

حضرت سدید بن غفلہ رحمہ اللہ :

مشہور تابعی ہیں۔ حضرات خلفاء راشدین، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم وغیرہ صحابہ کی زیارت کی ہے اور ان سے روایت لی ہے۔ آپ کے بارے میں ابو الخضیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: كَانَ يُؤَمِّنَا سُؤْيُ بْنُ غَفَلَةَ فِي رَمَضَانَ فَيُصَلِّيُ خَمْسَ تَرَوِيحَاتٍ عَشْرِينَ رُكْعَةً۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی ج 2 ص 496)

ترجمہ: حضرت سويد بن غفله رحمہ اللہ ہمیں رمضان میں پانچ تروٹکے یعنی بیس رکعات تراویح پڑھاتے تھے۔

حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ :

جلیل القدر تابعی ہیں۔ كَانَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ يُصَلِّي بِنَافِيٍّ رَمَضَانَ عَشْرِينَ رَكْعَةً
(مصنف ابن ابی شیبہ ج 5 ص 224، 223 رقم 7765)

ترجمہ: ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ ہمیں رمضان میں بیس رکعات پڑھاتے تھے۔

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ:

آپ کبار تابعین میں سے ہیں۔ حضرت ابن عباس، حضرت ابن زبیر، حضرت ابن عمر، حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہم وغیرہ صحابہ سے روایات لی ہیں۔ اہل کوفہ میں علمی مقام رکھتے تھے۔ حجاج بن یوسف نے ظلماً قتل کیا تھا۔ آپ کے متعلق اسماعیل بن عبد الملک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ يَوْمَنَا فِي شَهْرِ رَمَضَانَ فَكَانَ يَقْرَأُ بِقِرَائَتَيْنِ جَمِيعًا، يَقْرَأُ لَيْلَةً بِقِرَاءَةِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَكَانَ يُصَلِّيَ خَمْسَ تَرَوِجَاتٍ.

(مصنف عبد الرزاق ج 4 ص 204 باب قیام رمضان، رقم الحدیث 7779)

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ رمضان کے مہینہ میں ہماری امامت کرواتے تھے۔ آپ دونوں قرأتیں پڑھتے تھے۔ ایک رات ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت پڑھتے (اور دوسری رات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی قرأت) آپ پانچ تروٹکے (یعنی بیس رکعات) پڑھتے تھے۔

حضرت علی بن ربیعہ :

آپ حضرت علی، حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ

عنہم وغیرہ جلیل القدر صحابہ کے شاگرد ہیں۔ حضرت سعید بن عبید رحمہ اللہ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں: اَنَّ عَلِيَّ بْنَ رَبِيعَةَ كَانَ يُصَلِّيَ بِهِمْ فِي رَمَضَانَ خَمْسَ تَرَوِجَاتٍ وَثِيْبَتَيْنِ ثَلَاثٍ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج 5 ص 224، رقم 7772)

ترجمہ: حضرت علی بن ربیعہ رحمہ اللہ رمضان المبارک میں پانچ ترو تکبے (یعنی بیس رکعات) اور تین و تریپڑھایا کرتے تھے۔

حضرات ائمہ اربعہ رحمہ اللہ :

نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سنتوں اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے مقدس طریقوں کی تدوین جس جامعیت اور تفصیل کے ساتھ حضرات ائمہ اربعہ نے فرمائی یہ مقام امت میں کسی اور کو نصیب نہیں ہوا۔ اسی لئے پوری امت ان ہی کی رہنمائی میں پاک سنتوں پر عمل کر رہی ہے۔ ائمہ اربعہ بھی 20 رکعات تراویح کے قائل تھے اور امام مالک رحمہ اللہ 20 تراویح اور 16 رکعات نفل کے قائل تھے

امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ :

﴿1﴾..... علامہ ابن رشد رحمہ اللہ اپنی مشہور کتاب ”بدایۃ المجتہد“ میں لکھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کے ہاں قیام رمضان بیس رکعات ہے۔

(بدایۃ المجتہد ج 1 ص 214)

﴿2﴾..... امام فخر الدین قاضی خان حنفی رحمہ اللہ اپنے فتاویٰ میں رقمطراز ہیں :

عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ قَالَ الْقِيَامُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ سُنَّةٌ ... كُلُّ لَيْلَةٍ سِوَى الْوِثْرِ عَشْرِينَ رَكْعَةً خَمْسَ تَرَوِجَاتٍ۔

(فتاویٰ قاضی خان ج 1 ص 12)

ترجمہ: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رمضان میں ہر رات بیس رکعات یعنی

پانچ تروٹے وتر کے علاوہ پڑھنا سنت ہے۔

امام مالک بن انس رحمہ اللہ :

امام مالک رحمہ اللہ نے ایک قول کے مطابق بیس رکعات تراویح کو مستحسن کہا ہے۔ چنانچہ علامہ ابن رشد مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

وَاخْتَارَ مَالِكٌ فِي أَحَدِ قَوْلَيْهِ... الْقِيَامَ بِعَشْرِينَ رَكْعَةً.

(بدایۃ المجتہد ج 1 ص 214)

ترجمہ: امام مالک رحمہ اللہ نے ایک قول میں بیس رکعات تراویح کو پسند کیا ہے۔ دوسرا قول چھتیس رکعات کا ہے جن میں بیس رکعات تراویح اور سولہ رکعات نفل تھی۔

امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ:

﴿1﴾..... آپ فرماتے ہیں: أَحَبُّ إِلَيَّ عَشْرُونَ... وَكَذَلِكَ يَقُومُونَ بِمَكَّةَ.

(قیام اللیل ص 159)

ترجمہ: امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے بیس رکعات تراویح پسند ہے، مکہ میں بھی بیس رکعات ہی پڑھتے ہیں۔

﴿2﴾... دوسری جگہ فرماتے ہیں وَهَكَذَا أَذْرَكْتُ بِبَلَدِنَا مَكَّةَ يُصَلُّونَ عَشْرِينَ رَكْعَةً

(جامع الترمذی ج 1 ص 166 باب ماجاء فی قیام شہر رمضان)

ترجمہ: میں نے اپنے شہر مکہ میں لوگوں کو بیس رکعات نماز تراویح پڑھتے پایا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ :

فقہ حنبلی کے ممتاز ترجمان امام ابن قدامہ حنبلی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: وَالْمُخْتَارُ عِنْدَ أَبِي

عَبْدِ اللَّهِ فِيهَا عَشْرُونَ رَكْعَةً وَهَذَا قَالَ الثَّوْرِيُّ وَأَبُو حَنِيفَةَ وَالشَّافِعِيُّ رَحِمَهُمُ اللَّهُ

(المغنی لابن قدامہ ج 2 ص 366، مسئلہ 247)

ترجمہ: امام ابو عبد اللہ (احمد بن حنبل رحمہ اللہ) کے نزدیک مختار اور رائج بیس رکعات تراویح ہے اور امام سفیان ثوری، امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رحمہ اللہ بھی بیس رکعات ہی کے قائل ہیں۔

حضرات مشائخ عظام رحمہ اللہ:

امت مسلمہ میں جو مشائخ گزرے ہیں ان کا عمل و اخلاق، کردار و سیرت اس امت کے لئے مشعل راہ ہے۔ ان کی زندگی پر نظر ڈالی جائے تو وہ بھی بیس رکعات پر عمل پیرا نظر آتے ہیں، جو یقیناً بیس رکعات قیام رمضان کی دلیل ہے۔ چند مشہور مشائخ عظام کی تصریحات پیش خدمت ہیں۔

شیخ ابو حامد محمد غزالی رحمہ اللہ:

التَّوَابُحُ وَهِيَ عِشْرُونَ رُكْعَةً وَكَيْفِيَّتُهَا مَشْهُورَةٌ وَهِيَ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ.

(احیاء العلوم ج 1 ص 243، 242)

ترجمہ: تراویح بیس رکعتیں ہیں جن کا طریقہ مشہور ہے اور یہ سنت موکدہ ہیں۔

شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ:

اپنی مشہور کتاب ”غنیۃ الطالبین“ میں تراویح سے متعلق فرماتے ہیں :

صَلَاةُ التَّوَابُحِ سُنَّةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ عِشْرُونَ رُكْعَةً.

(غنیۃ الطالبین ص 267-268)

ترجمہ: صلوٰۃ تراویح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے اور یہ بیس رکعات ہیں۔

شیخ امام عبد الوہاب شعرانی رحمہ اللہ:

مشہور محدث، فقیہ اور سلسلہ تصوف میں ایک خاص مقام کے مالک تھے۔

اپنی مشہور زمانہ کتاب ”المیزان الکبریٰ“ میں تحریر فرماتے ہیں۔

التَّوَاتُجُّ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ عِشْرُونَ رَكْعَةً۔

(المیزان الکبری ص 153)

ترجمہ: صلوٰۃ تراویح رمضان المبارک میں بیس رکعات ہے۔

حرمین شریفین (زادھا اللہ شرفاً) میں بیس رکعت تراویح:

حرم مکہ و حرم مدینہ میں چودہ سو سال سے بیس رکعات سے کم تراویح پڑھنا ثابت نہیں، بلکہ بیس رکعات ہی متواتر و متواتر عمل رہا ہے۔ چنانچہ مسجد نبوی کے مشہور مدرس اور مدینہ منورہ کے سابق قاضی شیخ عطیہ سالم نے مسجد نبوی میں نماز تراویح کی چودہ سو سالہ تاریخ پر ”التراویح اکثر من الف عام“ کے نام سے ایک مستقل کتاب تالیف فرما کر ثابت کیا ہے کہ چودہ سو سالہ مدت میں بیس رکعات متواتر عمل ہے، اس سے کم ثابت نہیں۔ جامعۃ ام القریٰ مکہ مکرمہ کی طرف سے کلیۃ الشریعۃ والدراسات الاسلامیۃ مکتۃ المکرمۃ کے استاذ شیخ محمد علی صابونی رحمہ اللہ کا ایک رسالہ الہدی النبوی الصحیح فی صلوٰۃ التراویح کے نام سے شائع کیا گیا ہے۔ جس میں شیخ صابونی رحمہ اللہ نے عہد خلافت راشدہ سے لے کر عہد حکومت سعودیہ تک مکہ مکرمہ و مسجد حرام میں ہمیشہ بیس رکعات تراویح پڑھے جانے کا ثبوت دیا ہے۔

تراویح میں قرآن کریم ختم کرنا سنت ہے:

﴿1﴾..... عَنْ أَبِي عُمَرَ النَّهْدِيِّ قَالَ دَعَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِثَلَاثِ قُرْآنٍ فَاسْتَقْرَأَهُمْ فَأَمَرَ أَسْرَءَهُمْ قِرَاءَةً أَنْ يَقْرَأَ لِلنَّاسِ ثَلَاثِينَ آيَةً وَأَمَرَ أَوْسَطَهُمْ أَنْ يَقْرَأَ خَمْسًا وَعِشْرِينَ وَأَمَرَ أَبْطَأَهُمْ أَنْ يَقْرَأَ لِلنَّاسِ عِشْرِينَ آيَةً۔

(اللبیقی ج 2 ص 497، مصنف ابن ابی شیبہ ج 5 ص 220، رقم 7754)

ترجمہ: حضرت ابو عثمان نہدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی

اللہ عنہ نے تین قراء کو بلایا اور ان کی قرات سنی۔ تو تیز قراءت کرنے والے کو حکم دیا کہ (تراویح میں) لوگوں کو (ہر رکعت میں) تیس آیات پڑھائے معمولی تیز پڑھنے والے کو پچیس آیات اور آہستہ پڑھنے والے کو بیس آیات پڑھنے کا حکم دیا۔

﴿2﴾..... عَنْ الْحَسَنِ قَالَ مَنْ أَمَرَ النَّاسَ فِي رَمَضَانَ فَلْيَأْخُذْ بِهِمُ الْيُسْرَ فَإِنْ كَانَ بَطِيئَ الْقِرَاءَةِ فَلْيُخَيِّمِ الْقُرْآنَ خَتْمَةً وَإِنْ كَانَ قِرَاءَةً بَيْنَ ذَلِكَ فَخَتْمَةً وَنُصْفَ فَإِنْ كَانَ سَرِيعَ الْقِرَاءَةِ فَمَرَّتَيْنِ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج 5 ص 222، فی صلاۃ رمضان، رقم 7761)

ترجمہ: حضرت حسن بصری فرماتے رحمہ اللہ ہیں کہ جو شخص رمضان میں لوگوں کو نماز تراویح پڑھائے۔ وہ ان سے آسانی کا معاملہ کرے۔ اگر اس کی قرات آہستہ ہو تو ایک ختم قرآن کرے درمیانی ہو تو ڈیڑھ اور اگر تیز ہو تو پھر دوبار قرآن کا ختم کرے۔

﴿3﴾..... وَعَنْ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ أَنَّهُ كَانَ يَخْتِمُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ إِحْدَى وَبَيِّنَ خَتْمَةً ثَلَاثِينَ فِي الْإِكْلَامِ وَثَلَاثِينَ فِي اللَّيَالِي وَوَاحِدَةً فِي النَّوَاوِجِ۔

(فتاویٰ قاضی خان ج 1 ص 112)

ترجمہ: امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ آپ رمضان مبارک میں اکسٹھ (61) قرآن مجید ختم کرتے تھے، تیس دن میں اور تیس رات میں اور ایک تراویح میں۔

﴿4﴾..... قَالَ الْإِمَامُ الْفَقِيهُ الْمُفْتِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ مُحَمَّدٍ الْحَصَكْفِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ (وَالْخَتْمُ) مَرَّةً سَنَةً وَمَرَّتَيْنِ فُضِيلَةً وَثَلَاثًا أَفْضَلَ (وَلَا يُتْرَكُ) الْخَتْمُ (لِكَسْلِ الْقَوْمِ) (الدر المختار ج 2 ص 601، باب التراویح)

ترجمہ: مشہور فقیہ و مفتی امام محمد بن علی حصکفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تراویح میں ایک بار ختم کرنا سنت ہے دوبار باعث فضیلت اور تین بار افضل ہے، قوم کی سستی کی وجہ سے اسے ترک نہ کیا جائے۔ (جاری ہے)

فضائل اعمال اور اعتراضات کا علمی جائزہ

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن

انسان کو پیدا کرنے بعد اللہ رب العزت نے اس کی ہدایت اور کامیابی کے لیے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا تاکہ وہ اپنے اقوال اور اعمال سے مخلوق خدا کو دنیا میں آنے کا اصلی مقصد یاد دلائیں چنانچہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا مبارک سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر نبی آخری الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک چلتا رہا تمام انبیاء کی محنت مخلوق خدا کو خدا سے جوڑنے پر رہی۔ اللہ رب العزت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تھوڑے عرصے میں ایک جانثار جماعت... صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین... عطا فرمائی یہ وہ جماعت تھی جس نے مشن نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تکمیل کے لیے جاں گسل مراحل کا مردانہ وار مقابلہ کیا اور دنیا کے کونے کونے میں اسلام کا پرچم سر بلند کیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بعد تابعین کرام خصوصاً سرتاج الفقہاء والمحدثین سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ متوفی 150ھ نے دین متین کو مدون و مرتب فرمایا اور رہتی دنیا تک امت مسلمہ پر احسان عظیم فرمایا۔ آپ کے ہونہار شاگردوں نے انسانی ضروریات کو سامنے رکھ کر ان کا آسان حل... جو درحقیقت شرعی دلائل سے ماخوذ ہے... پیش فرمایا۔ جو واقعی بہت عظیم کارنامہ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک اور عظیم الشان اسلام کی یہ خدمت بھی فرمائی کہ اسلام پر اعتراضات و اشکالات کے عقلی و نقلی جوابات دیے۔ جس کے نتیجے میں امت اجتماعی

دھارے میں سمٹ آئی۔ وقت گزرتا رہا۔۔۔ نئے سے نئے فتنے سر اٹھانے لگے اور امت کے اجتماعی دھارے کو منتشر کرنے لگے جب فتنوں کی بہتات ہوئی تو سنتِ الہیہ کا فرمائی ہوئی پھر سے ایسے چند نفوس نے جنم لیا جنہوں نے دینِ متین کی تطہیر کا کام کیا۔ ہر شعبہ دین کو زندہ کیا امت میں پھر سے وہ روح پھونکی جس سے عقائد اور اعمال محفوظ ہو گئے انہی لوگوں میں ایک نام مولانا محمد الیاس دہلوی رحمہ اللہ کا ہے جن کی محنت، اخلاص اور تڑپ نے امت کو وحدت کی مالا میں پرو دیا ہے۔ مولانا محمد الیاس دہلوی رحمہ اللہ نے اکابر، مشائخ اور اولیاء اللہ سے مشاورت کے بعد دینِ اسلام کے احیاء کا طریقہ ”دعوتِ تبلیغ“ کی شکل میں پیش فرمایا۔ اتباعِ سنت سے سرشار ان لوگوں کی محنت رنگ لائی اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک خاموش انقلاب برپا ہونا شروع ہو گیا۔ نوجوان، بوڑھے، بچے مساجد و دینی مکاتب اور خانقاہوں کا رخ کرنے لگے۔ علماء طلباء کی کھیپ بڑھنا شروع ہو گئی۔ بے نمازی نمازی بننا شروع ہو گئے، نمازیوں کی تعداد میں برابر اضافہ ہوتا چلا گیا۔ مردہ دل زندہ ہونے لگے اور سنتِ نبوی گھر گھر میں داخل ہونا شرع ہوئی۔ الحمد للہ لوگوں میں دینی شعور بیدار ہوا اور اسلام کی تعلیمات جو صرف کتابوں میں رہ گئیں تھیں لوگوں کی زندگیوں میں آنے لگیں ایک جماعت تشکیل پائی جس کا مقصد نہ حصولِ دولت نہ خواہشِ شہرت صرف ایک جذبہِ موجزن ہو گیا کہ لوگوں کی زندگیوں میں اللہ تعالیٰ کے احکامات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے مطابق آجائیں۔ جماعت کے تشکیل پالینے کے بعد اب ضرورت تھی کہ اس کا بنیادی نصاب مرتب کر دیا جائے تاکہ اپنے خطوط پر رہتے ہوئے کام کو آگے لے جایا جاسکے۔ اس عظیم کام کیلئے اللہ تعالیٰ نے جس شخصیت کا انتخاب فرمایا دنیا سے شیخ الحدیث قطب العصر مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ کے نام سے جانتی ہے۔ تفسیر و حدیث پر



وسعت نظری، علمی شغف، اصلاح و سلوک کا مزاج، تصنیفی و تدریسی چٹنگی، انتظامی صلاحیتوں پر دسترس حضرت الشیخ رحمہ اللہ کا خاص امتیاز تھا۔ انہی کے بدولت آپ نے مشن کو آگے بڑھانے کے لئے اکابر کے حکم پر ”چند رسائل“ مرتب فرمائے۔ جنہیں ”کتب فضائل اعمال“ کا نام دیا گیا۔ تقریباً دنیا کی اکثر زبانوں میں ان کا ترجمہ ہو چکا ہے اور خلق خدا کی کثیر تعداد ان کی وجہ سے اپنی دنیا و آخرت سنوار رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس فیض کو عام فرمائے اور ہم سب کی نجات کا ذریعہ بنائے۔

کام کرنے والے کام کر رہے ہیں محنت کر کے اپنے اور دیگر لوگوں کی دنیا و آخرت سدھار رہے ہیں جبکہ حاسدین افسوس کے ہاتھ مل رہے۔ حاسدین کی دین دشمن سازشیں بے نقاب ہونا شروع ہوئیں اس سلسلہ میں چند مصنفین اور مبلغین پیدا ہوئے جن کی صبح و شام کی ”محنت“ صرف تبلیغی جماعت اور تبلیغی نصاب [کتب فضائل اعمال] کے خلاف بولنے اور لکھنے میں خرچ ہو رہی ہے۔ ان گھٹیا اور بے وقعت سازشوں سے اگرچہ اصل کام پر تو کوئی فرق نہیں پڑا لیکن مخالف کے منفی پروپیگنڈے سے سادہ لوح عوام متاثر ضرور ہوئے ہیں۔ ان حاسدین کا طریقہ واردات یہ ہوتا ہے کہ اپنے مسئلے پر قرآن و حدیث کا لیبیل لگا کر عوام الناس کی ہمدردیاں حاصل کرتے ہیں بعد ازاں تبلیغی جماعت اور تبلیغی نصاب کو تختہ مشق بناتے ہیں۔ اس کا قارئین خود اندازہ لگائیں گے کہ تبلیغی جماعت اور ان کے نصاب یعنی فضائل اعمال پر اعتراضات و اشکالات کی حقیقت کیا ہے؟ ہماری تحقیق کے مطابق ان کی سازشیں اور منفی پروپیگنڈے محض دھوکہ، فریب، علمی خیانتیں، قطع و برید کے علاوہ کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتیں ان شاء اللہ ہم بالترتیب ان کے منفی پروپیگنڈوں کا علمی دلائل اور روشن حقائق کی دنیا میں جائزہ لیں گے۔ وبالله التوفیق۔

دارالعلوم دیوبند

نتیجہ فکر: عنایت اللہ عینی

- د: دنیائے کفر سے برسرِ پیکار ہے دیوبند
 دین اسلام کا علمبردار ہے دیوبند
 ا: اللہ کے دین کا وہ محافظ ہے
 حکومتِ خدائی کا سالار ہے دیوبند
 ر: رسول اللہ کے طریقے پہ چلنے والا
 رسوم و بدعات سے بیزار ہے دیوبند
 ا: ان سے کہنا وہ ریت کا نہیں ہے ٹیلا
 نقشہ نبی پہ درِ سیسہ دار ہے دیوبند
 ل: لا الہ الا اللہ کا وہ مفسر ہے
 محمد الرسول اللہ پہ جاں نثار ہے دیوبند
 ع: علم و عرفاں کا وہ بحرِ موج ہے
 صوفیاء کا مورثِ فکر و اذکار ہے دیوبند
 ل: لازم تو نہیں کہ فقط وہ حنفی ہے
 مذاہبِ ثلاثہ کا بھی پہرے دار ہے دیوبند
 و: وفا و محبت کا وہ درس دیتا ہے
 امتِ مسلم کا بہت غمِ خوار ہے دیوبند
 م: مجددِ دین امت کا ہے وہ مرکز و گہوارہ

قاسم و تھانوی اور صفدر نظر ہے دیوبند
 د: درس قرآن و سنت کی وہ ہے آماجگاہ
 طرز شاہ ولی اللہ کا آئینہ دار ہے دیوبند
 ی: یاران نبی کی ہے وہ عظمت کا قائل
 سدا نعرہ حق اس کا چاریار ہے دیوبند
 و: وجہ اخلاص سے دنیا پہ وہ چھایا ہے
 سرکف ، سر بلند یہ شعار ہے دیوبند
 ب: بلند و بالا بہت اس کا مقام ہے
 باطل فرقوں پہ مثل کہسار ہے دیوبند
 ن: نانوتوی ورشید کا ہے وہ وارث علوم
 سیاست شیخ الہند کا پاسدار ہے دیوبند
 د: دیوبند فرقے کا بطل نام نہیں ہے
 عقائد اہل السنۃ کا پرچار ہے دیوبند

حدیث جبرائیل کی تشریح

ترتیب و عنوانات: مفتی شبیر احمد حنفی

5- اکتوبر 2012ء بروز جمعہ حضرت الشیخ متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ نے جامع مسجد 87 جنوبی سرگودھا میں خطبہ جمعہ میں ”حدیث جبرائیل“ کی تشریح فرمائی۔ اس خطبہ کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔

الحمد لله الذي وحده والصلوة والسلام على من لا نبى بعده اما بعد
فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم ﴿وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَّصُوا بِالحَقِّ وَتَوَّصُوا بِالصَّبْرِ﴾
عمر بن الخطاب رضى الله عنه قال: بينا نحن عند رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم إذ طلع علينا رجل شديد بياض الثياب شديد سواد الشعر لا يرى عليه أثر السفر ولا يعرفه منا أحد حتى جلس إلى النبي صلى الله عليه وسلم فأسند ركبتيه إلى ركبتيه ووضع كفيه على فخذيه وقال: يا محمد أخبرني عن الإسلام قال: " الإسلام: أن تشهد أن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله وتقيم الصلاة وتؤتي الزكاة وتصوم رمضان وتحج البيت إن استطعت إليه سبيلا " قال: صدقت. فعجبنا له يسأله ويصدقه. الحديث

جامع سورة اور جامع حدیث:

قرآن کریم کی اس سورت مبارکہ میں اللہ رب العزت نے قسم کھا کر ایک مضمون ارشاد فرمایا ہے: ﴿وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ﴾: قسم ہے زمانے کی بے شک تمام لوگ خسارے میں ہیں، وہی انسان کامیاب ہوگا: إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا: جس کا عقیدہ

درست ہو: وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ: اعمال نیک کرتا ہو: وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ: صحیح عقیدے اور نیک اعمال کی دعوت دیتا ہو: وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ: اور اگر اس دعوت پر کبھی مشکل آجائے تو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرتا ہو۔

اور جس حدیث مبارکہ کی میں نے تلاوت کی ہے یہ حدیث مبارکہ مشکوٰۃ شریف کتاب الایمان کی پہلی حدیث ہے، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے نمبر کے جانشین، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں۔

جو سورۃ مبارکہ میں نے تلاوت کی اس سورت مبارکہ کے بارے میں حضرت محمد بن اور لیس امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ رب العزت پورے قرآن کو نازل کرنے کی بجائے اس ایک مختصر سی سورۃ کو نازل فرمادیتے تو امت کی رہنمائی کے لیے کافی تھی۔ یعنی بنیادی اصول اور بنیادی چیزیں حق جل مجدہ نے اس نے اس سورۃ میں بیان فرمادیں۔

جو حدیث مبارکہ میں نے تلاوت کی ہے اس حدیث مبارکہ کو محدثین ام السنۃ بھی کہتے ہیں اور ام الحدیث بھی کہتے ہیں۔ اس حدیث مبارکہ کا مشہور نام حدیث جبرائیل ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی میں 10ھ حضور صلی اللہ نے جو حج فرمایا ہے، حجۃ الوداع، اس حج سے کچھ دن قبل یہ حدیث مبارک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہے۔

شان و ورود:

ہوا یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین

سے ارشاد فرمایا کہ تم جو مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو پوچھو، کوئی بات پوچھ لو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رعب کی وجہ سے پوچھ نہ سکے۔ اللہ رب العزت نے غیب سے ایک اور انتظام فرمایا کہ ایک شخص سوال کر رہا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو جواب دے رہے ہیں اور صحابی کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس پوری حدیث کو سن رہے ہیں۔ سوال بھی سنتے ہیں اور جواب بھی سنتے ہیں۔ اس حدیث مبارکہ کو اُمُّ السُّنَّة کیوں کہتے ہیں؟ سنت کا معنی دین ہے اور ام کا معنی خلاصہ ہے۔ اس حدیث مبارکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے دین کا خلاصہ بیان فرمادیا ہے۔ بلکہ محدثین نے لکھا ہے جس طرح قرآن کریم کی 114 سورتوں میں سے پہلی سورۃ سورۃ الفاتحہ کو ام الکتاب کہتے ہیں احادیث پیغمبر میں سے اس حدیث کو ام السنۃ کہتے ہیں۔ سورۃ الفاتحہ پورے قرآن کریم کا خلاصہ ہے اور یہ حدیث مبارکہ پورے ذخیرہ احادیث کا خلاصہ ہے۔ اس کتاب یعنی مشکوٰۃ شریف کے مصنف امام بغوی رحمہ اللہ نے سب پہلے اس حدیث کو لائے ہیں۔ بعض محدثین نے لکھا ہے کہ جس طرح قرآن کریم کو ام الکتاب سے شروع کیا ہے امام بغوی نے اپنی اس کتاب کو ام السنۃ سے شروع فرمایا ہے۔ لیکن سورۃ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے تو اس حدیث سے پہلے تو وہ اس حدیث سے پہلے حدیث النیۃ کو لائے ہیں جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انما الاعمال بالنیات تو یہ حدیث مبارکہ بمنزلہ بسم اللہ کے ہیں اور یہ حدیث مبارکہ بمنزلہ سورۃ الفاتحہ کے ہے قرآن کریم کے لیے۔

پورے دین کا خلاصہ:

اس حدیث مبارکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے دین کا خلاصہ

بیان فرمایا۔ اگر آدمی میں فہم اور بصیرت اور کچھ شعور موجود ہو تو دین کو سمجھنا مشکل نہیں ہے۔ اس دین کی خوبی یہ ہے کہ یہ دین پڑھے لکھے لوگوں کا بھی ہے اور دین اُن پڑھ لوگوں کا بھی ہے اور اللہ نے مقتدیٰ اس امت کا سب سے بڑا اس کو بنایا ہے جس کا دنیا میں کوئی استاذ نہیں۔ کوئی بندہ یہ نہ کہہ سکے کہ حضور علیہ السلام پر میرا یہ احسان ہے کہ عربی مجھ سے سیکھی ہے گرائمر مجھ سے سیکھی ہے یہ تو میرا شاگرد ہے۔ اگرچہ بسا اوقات شاگرد کا علم زیادہ ہوتا ہے، شاگرد کی شہرت زیادہ ہوتی ہے، شاگرد کو جاننے والے زیادہ ہوتے ہیں لیکن بحیثیت استاذ جو مقام استاذ کا ہوتا ہے شاگرد کا کبھی نہیں ہوتا۔ اس حیثیت کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔

زم زم کا معجزہ:

اس سے ایک بات سمجھیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں ایک بات معروف ہے ادھر ان کو کعبہ کے پاس چھوڑ کے ان کی والدہ حضرت حاجرہ دور گئی ہیں۔ پانی مل نہیں رہا تھا اور حضرت اسماعیل پانی کی وجہ سے کی وجہ سے بیتاب تھے۔ بیتاب پانی کی وجہ سے نہیں تھے، ماں پانی پیے گی تو دودھ اترے گا۔ ماں خوراک کھائے گی تو دودھ اترے گا۔ اب ماں کو پانی نہیں ملتا بچے کو دودھ نہیں ملتا۔ حضرت اسماعیل نے ان حالات میں بیتاب ہو کر جیسے بچہ اپنی ایڑیوں ٹانگوں کو ہلاتا ہے، ہلایا۔ ایڑی لگی ہے اور وہاں سے سے زم زم کا پانی نکلا ہے۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج کے لیے آسمانوں پر جانے لگے تو سب سے پہلے جبرائیل امین علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ام ہانی کے گھر سے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چچا کی بیٹی ہیں، وہاں سے جگایا۔ وہاں سے اٹھے ہیں زم زم کے کنویں کے پاس آئے۔

شق صدر کی حکمت:

جبرائیل امین نے سونے کا بنا ایک تشت نکالا، تشت یعنی تھال جو جنت سے لائے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک سینے کو شق فرمایا جسے ہم آپریشن کہتے ہیں، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک سینہ نکالا اور اس کو سونے کے تھال میں رکھا اور زم زم کے پانی کے ساتھ دھویا پھر واپس رکھا۔ بغیر اوزار کے سینے کا آپریشن ہو رہا ہے لوگ کہتے ہیں دل کا آپریشن بڑا مشکل ہے اللہ کے لیے جو دل کا خالق ہے مشکل نہیں ہے۔ دل نکالا اور پھر دل واپس رکھ دیا نہ کوئی نشان ہے نہ کوئی خون ہے نہ کوئی درد ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دل کو شق فرمایا کیوں؟ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دل نورانی تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں ظلمت کا تصور بھی نہیں تھا لیکن حضور جس ماحول میں رہ رہے تھے یہ ماحول تو ظلمت والا تھا نا؟

آپ دیکھیں یہ مسجد بالکل صاف ہے لیکن جب ہوا چلتی ہے تو مسجد کے اندر مٹی آتی ہے مٹی کو صاف کرتے ہیں تو مسجد پھر چمک جاتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب اطہر تو نورانی تھا اس میں تو ظلمت کا تصور بھی نہیں ہے لیکن جس ماحول میں رہتے تھے وہ ماحول ٹھیک نہیں تھا تو چونکہ آسمانوں اور عرش پر جانا تھا تجلیات الہیہ کو لینے کے لیے تو زم زم کے پانی سے اس دل کو صاف کیا۔ دل کے اندر تو نور ہی نور تھا لیکن جو باہر سے مٹی پڑتی تھی اس کو بھی صاف کیا تاکہ معراج کا سفر بہت آسان ہو جائے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو زم زم کے پانی کے ساتھ دھویا۔ ایک شخص کہنے لگا میں اس کو نہیں مانتا میں نے کہا کیوں نہیں مانتا؟

ہمارے نبی کا مقام:

کہنے لگا اس لیے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا مقام کم ہے نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم کا مقام زیادہ ہے زم زم کا پانی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑی سے نکلا ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ جس نبی کا مقام چھوٹا ہو اس کے پاؤں سے نکلنے والے پانی سے بڑے نبی کے دل کو دھویا جائے۔ کیونکہ جسم میں ایڑی کا مقام کم ہوتا ہے اور دل کا مقام سب سے زیادہ ہوتا ہے اسماعیل علیہ السلام کا مقام کم ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام زیادہ ہے۔ اسماعیل علیہ السلام کی ایڑی سے نکلنے والے پانی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دل کو دھویا جائے دل نہیں مانتا۔ اس لیے میں اس حدیث کو نہیں مانتا۔ میں نے کہا: بات سمجھنے کی کوشش کرو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑی کو اسماعیل کی ایڑی نہ سمجھو یہ پیغمبر کے والد کی ایڑی ہے اسماعیل علیہ السلام کی ایڑی نہیں بلکہ پیغمبر کے والد کی ایڑی ہے تو والد کا مقام خواہ چھوٹا ہو، وہ ہے تو والد ہی ناں!

اسماعیل علیہ السلام کی ایڑی مانا اسماعیل علیہ السلام کی ہے لیکن جب اسماعیل علیہ السلام کو اس میں دیکھو گے تو ان کا مقام زیادہ نہیں ہے لیکن نبی علیہ السلام کے باپ اسماعیل دیکھو گے تو ان کا مقام بلند ہے۔ میں یہ بات اس لیے سمجھا رہا ہوں اگر بیٹا ہو اس کے پاس دولت ہو بیٹے کے پاس منصب بھی ہو بیٹے کا جاہ و جلال اور شہرت بھی ہو وہ باپ کو کر اس نہیں کر سکتا۔ باپ تو باپ ہی رہتا ہے۔ آدمی جس مقام پر پہنچے شاگرد شاگرد ہی رہتا ہے اللہ کے پیغمبر کا دنیا کوئی استاذ نہیں بنایا اللہ براہ راست نبی کا استاذ ہوتا ہے۔ جبرائیل ان کا استاذ نہیں جبرائیل اللہ اور نبی کے درمیان واسطہ ہے۔ واسطہ اور ہوتا ہے معلم اور ہوتا ہے۔

یہ بالکل ایسے ہوتا ہے جیسے استاذ در سگاہ میں بیٹھ کر پڑھا رہا ہو اور شاگرد پڑھ رہا ہو استاذ اس کو کہے کہ یہ کتاب فلاں طالبعلم کو کو دے دے۔ وہ کہے کہ دیکھو میں استاذ ہوں، میں نے اسے کتاب دی ہے۔ ہم کہتے ہیں کتاب تو نے نہیں دی کتاب دینے

والا اور ہے اور جس کو دی ہے وہ اور ہے تو درمیان میں واسطہ بنا ہے۔ قرآن دینے والا خدا ہے، لینے والے پیغمبر ہیں اور درمیان میں واسطہ جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ واسطے کا درمیان کبھی بلند نہیں ہوا کرتا۔

نبی کا استاذ نہ ہونے کی وجہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں کوئی استاذ نہیں، کیوں؟ اگر نبی کا استاذ کوئی بشر ہوتا تو بندہ استاذ کسی وقت بھی کہہ سکتا تھا کہ تو میرا شاگرد ہو کر مجھے تبلیغ کرتا ہے؟ میرا شاگرد ہو کر مجھے دین سمجھاتا ہے؟ اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں کوئی استاذ نہیں رکھا۔ نبی کا دین ان پڑھوں کے لیے بھی ہے اور پیغمبر کا دین پڑھے لکھوں کے لیے بھی ہے۔ پڑھے لکھوں سے مراد کالج اور سکول کی تعلیم بھی ہے اور میں ایک بات اپنے تجربے کی بنیاد پر کہتا ہوں جو میں نے ملک اور بیرون ملک اس دنیا میں گھوم کر دیکھا ہے۔ آپ پوری دنیا میں گھومو جو گمراہ طبقہ ہو گا عموماً ان پڑھے طبقہ نہیں ہو گا۔

ان پڑھے طبقہ گمراہ نہیں ہوتا، عموماً لکھا پڑھا گمراہی کا شکار ہوتا ہے۔ اس کی وجہ اس کے پاس مطالعہ ہوتا ہے اس کے پاس فن ہوتا ہے اپنے بڑوں پر اعتماد نہیں ہوتا۔ ان پڑھے کے پاس تو کچھ بھی نہیں ہوتا اس کو اپنے عالم پر اعتماد ہوتا ہے اس کو گمراہ کرنا بڑا مشکل ہے۔ یہاں آپ کے گاؤں میں اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے اللہ رب العزت کا بڑا احسان ہے میرے اللہ کا بہت احسان ہے الحمد للہ ہمارا گاؤں اور ہمارے آس پاس کے دیہات کئی ایک فتنوں سے خالی ہیں۔ کوئی باہر سے آنے والا بندہ کئی بار سوچتا ہے کہ جی فلاں جگہ جاؤ گے فلاں عالم ہے فلاں ادارہ ہے۔

اللہ رب العزت کا یہ احسان معمولی نہیں اگر اللہ نے زندگی دی تو کوئی آپ

کو غلط مسئلہ نہیں بتا سکتا اس کو پتہ ہے کہ ہم یہاں رہتے ہیں۔ ہم لڑنے اور جھگڑنے کی بات نہیں کرتے لیکن دلیل کی دنیا میں کوئی بندہ پریشان نہیں کرے گا۔ ان شاء اللہ ثم ان شاء اللہ۔ اس پر آپ بڑے سکون سے رہیں۔ میں کبھی ساتھیوں سے کہتا ہوں کہ ہم دن ہے یارات، صبح ہے یا شام، دوڑتے ہیں۔ مجھے ایک آدمی کہتا ہے کہ تم اتنی محنت کیوں کرتے ہو؟ میں نے کہا زندگی جو تھوڑی ہے!

امام محمد رحمہ اللہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے بہت بڑے شاگرد ہیں۔ امام محمد رحمہ اللہ رات کو جاگ رہے ہیں ساری رات جاگتے رہتے تھے ان کی بیٹی نے کہا ابو آپ پوری رات جاگتے ہیں، لوگ تو سوئے پڑے ہیں۔ امام محمد رحمہ اللہ فرمانے لگے لوگ اس لیے سوئے ہوئے ہوئے ہیں کہ تیرا باپ جاگ رہا ہے۔ لوگ اس لیے سو رہے ہیں کہ امام محمد جاگتا ہے جب جب پریشانی بڑھے گی دروازے پر دستک دیں گے ہمیں مسئلہ مل جائے گا۔ خیر میں کہتا ہوں اللہ کا بڑا احسان ہے "الحمد للہ" ہمارے قرب و جوار میں بھی کوئی نہیں آتا ان کو پتہ ہے کہ علماء کی بہت بڑی جماعت یہاں پر موجود ہے۔ اور آپ یقین کریں یہ ایک اعزاز جو خدا نے آپ کو دیا ہے دنیا میں تلاش کرنے سے اعزاز نہیں ملتا جو اللہ نے آپ کے اس گاؤں کو دیا ہے۔ دور دور سے علماء کس طرح اپنی پیاس بجھانے کے لیے تشریف لاتے ہیں۔ اللہ ان کو جزاء خیر عطاء فرمائے۔

الیاس دیکھ لے گا!

جوابات میں سمجھا رہا ہوں کہ نبی ان پڑھ لوگوں کے بھی نبی ہیں میری بات پہ آپ ناراض نہ ہوں سنجیدگی سے غور کریں۔ عموماً یوں ہوتا ہے نبی دین پیش کرتا ہے غریب آدمی جلدی قبول کرتا ہے مالدار قبول نہیں کرتا۔ اس کو اپنی طاقت اپنی دولت

اپنے خاندان اپنی اکڑ پہ ناز ہوتا ہے اور غریب اشاروں کی تلاش میں ہوتا ہے کہ نبی جنت کی بات کرتا ہے۔ غریب نبی کے قدموں میں گر جاتا ہے اور یہی بات دنیا میں ہے کوئی عالم جب دین کی دعوت دے گا پہلے اس کے ماننے والے غرباء اور کمزور ہوں گے غریب آدمی بہت جلدی دین قبول کرتا ہے۔

اور اسی طرح آپ دنیا میں گھوم کر دیکھ لیں وہ آدمی جس کے پاس کچھ دنیاوی علم ہو گا اس کو گمراہ کرنا بہت آسان ہو گا اور جس کے پاس علم نہیں اس کو گمراہ کرنا بڑا مشکل ہے۔ اس کی وجہ؟ وہ اپنے عقیدے پر پکا ہے یہاں کوئی بندہ آجائے کہے کہ کتاب لو ان پڑھ بندہ کہے گا کہ "کتاب سانوں دے، اسی جا کے الیاس نوں دیندے آں او پڑھ لے گا دیکھ لے گا" (یہ کتاب ہمیں دو، ہم جا کر مولانا الیاس صاحب کو دیتے ہیں، وہ خود دیکھ لیں گے اور پڑھ لیں گے) لیکن جو پڑھا لکھا ہے وہ کتاب پڑھ کر کہے گا مولانا میں رات کتاب پڑھی ہے، میں سی ڈی دیکھی، میں نے رات ڈاکٹر ذاکر نائیک کو سنا، میں نے جاوید غامدی کو سنا، میں نے چینل پر دیکھا ہے آپ کے مسئلے لیں یا ان کے؟ لیکن ان پڑھ بندہ اپنی رائے پر قائم ہے اور دائم ہے اس کو بدلنا بڑا ہی مشکل ہے۔ دنیا میں مرزائیت کا فتنہ پھیلا ہے، قادیانیت کو قبول کرنے والے ان پڑھ بہت کم ہیں، پڑھا لکھا بہت زیادہ طبقہ ہے۔ پڑھا لکھا ہونا عیب نہیں ہے بلکہ دنیا پڑھ کے دینی معاملات میں دخل دے تو یہ عیب ہے۔ دنیا پڑھ کر دنیا میں دین کو بند کرنے کی بات کرے تو یہ عیب ہے۔ پڑھا لکھا ہوا عیب نہیں بلکہ پڑھا لکھا ہونا کمال ہے۔ اللہ ہم سب کو کمال والا علم عطا فرمائے۔

اسلام؛ آسان دین ہے:

خیر جو بات میں سمجھا رہا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دین اتنا آسان

ہے پڑھے لکھے سے پڑھا لکھا بھی سمجھتا ہے ان پڑھ سے ان پڑھ بھی سمجھتا ہے۔ آپ اس سے اندازہ لگاؤ قرآن کریم عربی زبان میں اترتا ہے ہماری عربی زبان نہیں ہے وہ لڑکا جو کالج پڑھا ہے اس کو قرآن پڑھاؤ وہ بھی پڑھے گا اور وہ جو ایک دن کالج نہیں گیا اس کو قرآن پڑھاؤ وہ بھی پڑھے گا۔ دونوں قرآن پڑھ لیں گے پڑھنے میں کسی کو دقت نہیں ہوگی۔ قرآن کا ترجمہ ایک اسکول میں جانے والے کو سمجھاؤ وہ بھی سمجھتا ہے جو کبھی نہیں گیا اس کو سمجھاؤ وہ بھی سمجھتا ہے۔ شریعت کا مسئلہ کالج والے کو دو وہ بھی سمجھتا ہے جو ایک دن کالج نہیں گیا وہ بھی سمجھتا ہے۔ شریعت اتنی آسان ہے اتنی آسان ہے اور پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس انداز میں شفقت اور محنت سے مسئلے سمجھاتے ہیں اگر آدمی پیغمبر کی زندگی کو دیکھے خدا کی قسم اس نبی کے قدموں کو چومنے کو جی چاہتا ہے شریعت اتنی آسان ہے اور شفقت اور محنت کا معاملہ دیکھ کر بندہ دنگ رہ جاتا ہے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حکمت عملی:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں ہیں پیغمبر کے صحابہ بھی ہیں، ایک شخص آیا وہ دیہاتی تھا بدو تھا اعرابی تھا وہ دور سے آیا تھا مسجد میں تھا اس کو پیشاب آگیا تو مسجد میں کھڑا ہو کر اس نے پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے فرمایا "مہ مہ" رک جا رک جا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لَا تَزِرُ مَوَدَّہ" چھوڑ دو پیچھے ہٹ جاؤ۔ صحابہ کو پیچھے ہٹا لیا وہ کھڑے ہو کر پیشاب کرتا رہا اور جب فارغ ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھایا کہ بیٹا یہ مسجد نماز کے لیے ہے پیشاب کے لیے نہیں ایسا نہ کیا کرو۔ اس نے توبہ کر لی۔

اب بتاؤ اس کو یوں نہ سمجھایا جاتا ڈانٹ دیتے تو پہلے ایک جگہ پیشاب تھا پھر



پوری مسجد میں پیشاب جاتا تو نبی نے پوری مسجد کو بچا لیا۔ اس میں بھی حکمت عملی ہے یا نہیں؟ اور اگر ایک مرتبہ اس کو ڈانٹ دیتے وہ بندہ مسجد سے دوڑ جاتا اور وہ پھر مسجد کا نام نہ لیتا کہ میری اس مسجد میں بے عزتی ہوئی ہے لیکن نبی نے حکمت عملی سے مسجد گندی ہونے سے بھی بچائی اور وہ بندہ دین پر بھی قائم رہا۔

میں اونچا سنتا ہوں!

ایک بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں امام حاتم۔ ان کا لقب اصم ہے۔ حضرت حاتم اصم۔ اصم عربی زبان میں بہرے کو آدمی کو کہتے ہیں وہ بہرے نہیں تھے لیکن ان کو اصم کیوں کہتے ہیں؟ ان کو بہرہ کہنے کی وجہ؟ وجہ صرف یہ تھی حضرت حاتم بیٹھے ہیں ایک عورت آئی اور مسئلہ پوچھا۔ اب مسئلہ پوچھ رہی ہے اس عورت کی ہوا نکل گئی، انسان ہے انسان سے ایسا ہو جاتا ہے امام حاتم نے سن لیا۔ توجہ رکھنا، اس عورت کو کتنی شرمندگی ہوئی ہوگی؟ امام حاتم نے فرمایا کیا مسئلہ پوچھا؟ دوبارہ بتاؤ۔ "ذرا اُچی کہہ کی مسئلہ آکھدی ایں توں؟" تاکہ اس کو یہ پتہ نہ چلے کہ اس کو میری کمزوری کا پتہ چل گیا ہے اس کے بعد مرتے دم تک امام حاتم یوں رہے جیسے بہرہ آدمی ہو۔ اس ایک عورت کی عزت نفس کو بچانے کے لیے کہ یہ کیا کہے گی۔

اب یہ پیغمبر کا مزاج ہے جو پیغمبر کے محدثین اور وارثین نے لیا ہے۔ ہم تلاش کرتے ہیں کہ کوئی عیب ملے ہم بیان کریں کوئی کمزوری ہو اس کو بیان کریں، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج کیا تھا؟ فرمایا: من ستر مسلماً سترہ اللہ فی الدنیا والآخرۃ

سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث 2544

جو دنیا میں کسی مسلمان کے عیب پر پردہ ڈالے گا اللہ قیامت کے دن اس

کے عیب پر پردہ ڈالے گا۔ پیغمبر کی ترتیب یہ ہے اللہ ہمیں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اسلام کیا ہے:

خیر میں بات یہ سمجھا رہا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری عمر ہے فرمایا مسئلہ پوچھنا ہے تو پوچھو۔ کسی کی ہمت نہیں ہو رہی تھی نبی کی رعب کی وجہ سے جرات نہیں کرتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھیں۔ اللہ کے پیغمبر بیٹھے تھے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "اذطلع علينا رجل" اچانک ایک آدمی آیا "شديد بياض الثياب" کپڑے اس کے خوب سفید ہیں "شديد سواد الشعر" بال اس کے خوب کالے ہیں۔ اور کپڑوں کو دیکھیے تو "لا يرى عليه اثر السفر" یوں معلوم ہوتا ہے مدینہ کا رہنے والا ہے بالکل قریبی ہے "لا يعرفه منا احد" اس بندے کے سفید کپڑے دیکھو تو یوں لگتا ہے کہ یہیں کا ہے اور حقیقت میں اجنبی ہے کوئی بندہ ہم میں سے اس کو پہچانتا نہیں ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اجنبی ہے دور سے آیا ہے۔ صحابہ تعجب میں تھے۔ تو وہ شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا اپنے ہاتھ اس نے رانوں پر رکھ لیے اس نے کہا حضور مجھے ایک مسئلہ بتائیں "اخبرني عن الاسلام" بتائیں حضور اسلام کیا ہے؟ فرمایا: "ان تشهد ان لا اله الا الله وان محمد رسول الله" اپنی زبان سے کلمہ پڑھنا "وتقيم الصلوة" نماز کی پابندی کرنا "وتصوم رمضان" رمضان کے روزے رکھنا "وتؤتي الزكاة" زکوٰۃ ادا کرنا "وتحج البيت ان استطعت اليه سبيلا" اگر طاقت ہو تو بیت اللہ کا حج کرنا۔ یہ کلام ہے نبی پاک کا۔ کتنی مختصر سی بات فرمائی، زبان سے کلمہ پڑھنا، نماز کی پابندی کرنا، روزے رکھنا، زکوٰۃ ادا کرنا اور فرض ہو جائے تو حج ادا کرنا یہ تیرا اسلام ہے۔ اس آدمی نے کہا "صدق" آپ نے سچ فرمایا۔

ایمان کیا ہے؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "فَعَجَبْنَا لَهُ يَسْئَلُهُ وَيَصْدُقُهُ" کہ جب سوال کیا تو یوں معلوم ہوتا ہے اسے مسئلے کا پتہ ہی نہیں ہے اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسئلہ بتا دیا کہتا ہے "آپ نے سچ فرمایا"۔ اس سے معلوم ہوا اس کو پہلے مسئلے کا پتہ تھا، بات سمجھ آگئی اس نے سوال کیا تو کیا معلوم ہوا اس کو مسئلے کا پتہ نہیں اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسئلہ بتا دیا کہتا ہے آپ نے بالکل ٹھیک بتایا اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کو مسئلے کا پہلے سے علم تھا۔ تعجب ہے، خود ہی سوال اور خود ہی تصدیق! ہم اسی شش و پنج میں تھے اس نے دوسرا مسئلہ پوچھا "اخبرني عن الايمان" اللہ کے پیغمبر بتاؤ ایمان کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان تؤمن بالله" اللہ کو دل سے مان "و ملئكتہ" ملائکہ کو مان "و کتبه" کتابوں کو مان "ورسله" رسولوں کو مان "والیوم الآخر" قیامت کے دن کو مان "وتؤمن بالقدر خیرہ وشرہ" تو یہ بات بھی مان لے کہ اچھی تقدیر ہے تو بھی حق ہے اچھی نہ ہو تو بھی حق ہے۔ اچھی تقدیر ہو تو بھی برحق اور اگر اچھی نہ ہو تو بھی برحق ہے۔

اچھی بری تقدیر کا مطلب:

تقدیر اچھی ہونے اور اچھی نہ ہونے کا مطلب کیا ہے؟ ذرا سمجھ لو اللہ کے کھاتے ہم بری تقدیر نہ پھینک دیں۔ اس کا مطلب یہ ہے ایک آدمی نے کسی کو قتل کر دیا عدالت میں گیا تو بتاؤ قاتل کو سزا کون سی ہونی چاہیے؟ بتاؤ ناں بھائی اس کی سزا کیا ہے؟ سزائے موت! اب بندہ قتل کیا عدالت میں گیا جج نے سزائے موت دی۔ فیصلہ ٹھیک ہے یا غلط؟ (عوام: ٹھیک ہے) لیکن جن کے بیٹے کو سزائے موت ہوئی ہے وہ خوش ہیں؟ ان کو کبوجی مبارک ہو انج نے ٹھیک فیصلہ سنایا ہے۔ یار کچھ شرم کر یہ



مبارک کی بات ہے؟ حج نے فیصلہ غلط دیا ہے یا ٹھیک؟ اب فیصلہ ٹھیک ہے لیکن ہمیں اچھا نہیں لگ رہا اللہ کا فیصلہ بالکل ٹھیک ہو گا ہمیں اچھا نہیں لگے گا۔ گناہ کیا ہے سزا ملی ہے تو سزا کس کو اچھی لگتی ہے؟ تو اچھی اور بری تقدیر کا مطلب یہ ہے بندہ سمجھتا ہے کہ اچھی بری تقدیر کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے فیصلے اچھے بھی ہوتے ہیں اور برے بھی ہوتے ہیں وہ فیصلے جو تمہیں اچھے لگیں اور وہ فیصلے جو تمہیں اچھے نہ لگیں ہر حال میں سمجھیں کہ اللہ کا فیصلہ ہر حال میں اچھا ہے۔

مشاہدہ اور مراقبہ:

پھر اس نے کہا "یا رسول اللہ اخبرنی عن الاحسان" بتائیں احسان کیا ہے؟ فرمایا "ان تعبد الله کانک تراہ" عبادت یوں کر کہ تو خدا کو دیکھتا ہو "فان لہ تکن تراہ" فانہ یراک "اگر یہ کیفیت پیدا نہیں ہوتی پھر عبادت یوں کر کہ اللہ تجھے دیکھتا ہے۔ تو خدا کو دیکھے اسے مشاہدہ کہتے ہیں اور خدا تجھے دیکھے اسے مراقبہ کہتے ہیں۔ اسے کیا کہتے ہیں؟ مراقبہ! یقین کریں کئی مرتبہ میرا دل کرتا ہے میں اپنے ذوق پر دلائل دوں اور پھر بیان کروں۔

لیکن جب میں اٹھوں گا تو کئی لوگوں نے کہنا ہے "ایہ مسئلہ اتھے دسن دی کی لوڑ سی؟ ایہہ دلیل ایہنے کی دتی؟ سانوں سمجھ نہیں آئی" (یہ مسئلہ یہاں بتانے کی کیا ضرورت تھی؟ یہ کیا دلیل دی؟ ہمیں تو سمجھ نہیں آئی) بیان اتنی رفتار میں تھا بیان کا فائدہ کیا ہوا؟ میں کبھی چک 84، چو کیرہ، چک 85 جاتا ہوں بیان کے لیے تو لڑکے کہتے ہیں "جیہڑی سی ڈی دیکھی اے ناو بیان تے ٹسی نہیں کیتا" (جو علمی بیان سی ڈی میں آپ نے کیا تھا وہ یہاں کیوں نہیں کیا؟) "تے جے او بیان میں پنڈ کیتا ناں تے ٹسی کہناں اے ایہدی لوڑ کی سی؟" (اور اگر میں نے وہ علمی بیان یہاں کر دیا تو آپ نے کہنا

ہے کہ یہاں اس بیان کی ضرورت کیا تھی؟

قدر بھلاں دی بلبل جانے!

میں اس پر ایک مثال دیتا ہوں سمجھانے کے لیے۔ ایک شاعر تھا شاگرد تیار کیا شاعر بنا شاگرد نے شعر پڑھا استاذ نے کہا "پتر تیر اشعر انا قیمتی اے لکھ داوی اس دا مل نہیں بند، لکھ تووی مہنگا اے" (بیٹا تمہارا یہ شعر ایک لاکھ سے بھی زیادہ قیمتی ہے) وہ بڑا خوش ہوا، شعر لیا اور بازار چلا گیا۔ جی مجھے دو کلو آلو دے دیں، سو شعر سناؤں گا۔ اس نے کہا بھائی مجھے تو سو روپیہ چاہیے، شعر اپنے پاس رکھو۔ اسے سوچا کہ اسے شعر کی قیمت کا اندازہ نہیں، جوتے بیچنے والے کے پاس گیا، جی مجھے ایک جوتا دے دیں، پچاس شعر سناؤں گا۔ اس نے بھی یہی کہا مجھے تو پیسے چاہئیں شعر نہیں۔ وہ بڑا دل برداشتہ ہوا، استاذ سے جا کر کہنے لگا جی اس شعر کے تو دو کلو آلو، ایک جوتا بھی نہیں آتے، آپ کہہ رہے تھے ایک لاکھ سے بھی قیمتی ہے۔ استاذ نے پوچھا تم گئے کہاں تھے؟ اس نے کہا دکان پر۔ استاذ نے کہا دکان پر نہیں بادشاہ کے دربار میں جا کر شعر پڑھ پھر پتہ چلے گا تیرے شعر کی قیمت کیا ہے۔

یقین کریں بڑی حسرت سے بات کہتا ہوں میرا دل کرتا ہے میں دلائل دوں لیکن جب میں نے ویسی گفتگو کی نا جو میں باہر کرتا ہوں تو آپ نے کہنا ہے اتنی تیز بات کرنے کی ضرورت کیا تھی؟ اس لیے میں آہستہ کرتا ہوں۔ اللہ کرے بات دلائل سے سمجھاؤں۔ اس شخص نے کہا "اخبرنی عن الاحسان" احسان کے بارے میں بتاؤ کیا ہے؟ فرمایا "ان تعبد الله كانك تراه" عبادت ایسے کر جیسے تو خدا کو دیکھتا ہے یہ مشاہدہ ہے۔ اگر یہ نہیں ہو سکتا تو ایسے کر کہ خدا تجھے دیکھتا ہے اس کو مراقبہ کہتے ہیں۔ امتی کی عبادت مراقبہ والی ہے اور نبی کی عبادت مشاہدے والی ہے۔

خدا نبی کو دیکھتا ہے نبی خدا کو دیکھتا ہے، امتی خدا کو نہیں دیکھتا خدا امتی کو دیکھتا ہے، اسی لیے نبی ایک سجدہ کر دے امتی کے کروڑ سجدوں سے بہتر ہے نبی نے زندگی میں ایک حج کیا ہے امتی جتنے مرضی حج کر لے نبی کے حج کے برابر نہیں ہو سکتا، کیونکہ وہ حج مشاہدے والا ہے امتی کا مراقبہ اور غیبت والا ہے اللہ بات سمجھنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

قیامت اور اس کی نشانیاں:

پھر پوچھا "اخبرنی عن الساعة" قیامت کب آئے گی؟ اللہ کے نبی نے عجیب جواب دیا "ما المسؤول عنها بأعلم من السائل" پہلے تو میرے ہر جواب میں "صدق" کہاناں کہ حضور سچ فرمایا۔ لیکن قیامت کب آئے گی اس کا تجھے بھی نہیں پتہ اس کا مجھے بھی نہیں پتہ۔

اس نے کہا حضور یہ بتائیں "اخبرنی عن امارتها" قیامت کی نشانیاں ہی بتا دیں۔ اب حضور علیہ السلام کی بتائی ہوئی نشانی سنو "ان تلد الامة ربتها" قیامت کی نشانی یہ ہے کہ باندیاں آقا کو جنیں، لونڈیاں آقا کو جنیں، لونڈیاں مالک کو جنیں کیا مطلب؟ قیامت کی نشانیاں کہ باپ یوں ہو گا جیسے غلام ہے، بیٹا یوں ہو گا جیسے آقا ہو۔ قیامت کی نشانی ہے بیٹی یوں ہو گی جیسے مالکن ہے اور ماں یوں ہو گی جیسے باندی ہے بیٹا باپ کو آرڈر کرے گا باپ کو حق حاصل نہیں ہو گا کہ بیٹے کو کہے۔ ابائتوں میری گل سمجھ نہیں آندی؛ دودن سکول پڑھ لیا؛ تینوں میری گل سمجھ نہیں آندی۔

میں نے کہا عقل سے کام لے جب تیرا پیشاب اس نے صاف کیا ہے کھانا اس نے کھلایا ہے تیری فیس یہ دیتا رہا اور جب بے ایمان تو بولنے کے قابل ہوا اب کہتا ہے ابائتوں میری گل سمجھ نہیں آندی، تو پرانیاں گلاں کرنا اس، ویاہ میں کرنا اسے یا تو

کرنا اے؟ کڑی نال میں رہنا اے یا تو رہنا اے؟ جتنے میرا دل کرے تیری کیوں
منناں؟ لعنت ہے ایسی سوچ پر اس بے حیائی والی سوچ پر پاب کو کہتا ہے ماں کو کہتا ہے
خالم تیری ماں سے زیادہ کوئی تیرا مخلص ہو سکتا ہے؟ پہلے لو میرج کرتے ہیں بعد میں
قتل و غارت تک نوبت آجاتی ہے پھر طلاقوں تک نوبت آجاتی ہے پھر کہتے ہیں اباجی
ہن تو اڈی گل سمجھ آئی اے۔ ہن کی فائدہ؟ اماں جی گل سمجھ آئی اے۔ فائدہ؟ اب
ماں کی بات سمجھنے کا کیا فائدہ؟ اللہ کے پیغمبر نے فرمایا یہ قیامت کی نشانی ہے۔

اچھا حضور کوئی اور نشانی بتائیں اللہ کے پیغمبر نے بڑی عجیب بات کی "وَأَن
تَرَى الْحَفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبَنِيَانِ" فرمایا قیامت کی نشانی یہ
ہے پاؤں میں دیکھو تو جوتیاں نہیں ہیں جسم پر کپڑے نہیں ہیں، پیٹ دیکھو تو روٹیاں
نہیں ہیں مانگ مانگ کر پیسے جمع کرتا ہے لمبی بلڈنگیں بنا رہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا، سمجھو قیامت کی نشانیاں ہیں کیا مطلب؟ آدمی کمینہ ہو بڑی بلڈنگ سے
کبھی بڑا نہیں بنتا۔ آدمی گھٹیا ہو بڑی گاڑی سے کبھی بڑا نہیں بنتا۔ کردار میں گھٹیا ہو اور
بڑا مکان بنا کر یہ کہے کہ میں بڑا بن گیا خود گھٹیا ہو اور سمجھے کہ بڑی گاڑی لے کر بڑا بن
گیا اللہ کے پیغمبر نے فرمایا اب سمجھو قیامت آرہی ہے۔

قدر کردار سے:

قدر مکان سے نہیں ہوتی آدمی کی قدر کردار سے ہوتی ہے آدمی کی قدر
گاڑی سے نہیں ہوتی خدا کی قسم آدمی کی قدر آدمی کے کردار سے ہوتی ہے۔ حضرت
عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بکریوں کے چرواہے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ
پڑھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسواک اٹھاتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتیاں
اٹھاتے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تکیہ اٹھاتے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

کرتے اور کسی نے کہا یہ عبد اللہ بن مسعود اے نکیاں نکیاں لتاں آلا؟ یہ عبد اللہ بن مسعود؟ یہ چھوٹی چھوٹی ٹانگوں والا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جو تمہیں چھوٹی چھوٹی نظر آتی ہیں خدا کے ہاں احد پہاڑ سے زیادہ وزنی ہیں اللہ کے ہاں پہاڑ سے زیادہ وزنی ہیں۔

ایک شخص گزر رہا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بتاؤ اس شخص کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ صحابہ نے کہا یہ اگر سفارش کرے تو کوئی اس کی سفارش کو واپس نہ کرے کسی سے نکاح مانگے تو کوئی اس کا نکاح کو انکار نہ کرے، چلا گیا۔ ایک غریب آدمی آیا فرمایا اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ رشتہ مانگے تو تو کوئی نہ دے، بات کرے تو کوئی نہ سنے۔ اللہ کے پیغمبر نے فرمایا جو پہلے گیا ہے اس سے پوری زمین خدا کی بھر جائے اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔

یہ کب تک ہے؟ جب تک نبض چل رہی ہے جب تک سانس چل رہی ہے خدا کی قسم تعجب ہوتا ہے ہم کتنے عجیب لوگ ہیں، کہاں جارہے ہیں؟ ہسپتال جارہے ہیں کس کو لے کر؟ فلاں کو لے کر۔ کیس ہے بڑے سے بڑا وکیل بتاؤ۔ جب تک صحت مند ہوتا ہے نہ قرآن یاد ہے نہ نماز یاد ہے نہ اللہ یاد ہے نہ مولوی یاد ہے نہ حافظ یاد ہے اور ڈاکٹروں نے جواب دیا فوراً فون؛ السلام علیکم مسجد جا کے کہو کہ قرآن شروع کر دیں کیوں؟ ڈاکٹر نے جواب دے دیا۔

میت کے گھر کا کھانا:

یہ کتنا بڑا ظلم ہے کتنا بڑا ظلم ہے، آکر کہتے ہیں مولوی صاحب بچوں سے کہہ دیں قرآن پڑھ دیں۔ اللہ معاف فرمائے اللہ معاف فرمائے بندے کی سوچ پر افسوس ہوتا ہے۔ آج کوئی فوتگی ہے چک 82 میں۔ ڈاکٹر صاحب نے فون کیا کہ جمعہ کے فوراً

بعد جنازہ ہے آپ آجانا، میں نے کہا آجاؤں گا۔ اور جمعہ سے پہلے میں نے مدرسہ میں دیکھا، چک 82 کا ایک لڑکا آیا ہوا ہے۔ مولوی صاحب! میری نانی فوت ہو گئی ہیں، بچوں سے کہیں قرآن پڑھنا ہے۔ میں نے قاری صاحب کو بلایا، کہا کہ بچوں سے کہہ دیں کہ جو قرآن پاک پڑھا ہے اس کی نانی کو ایصال ثواب کر دیں۔ کہتا ہے نہیں آج نہیں پرسوں، میں نے پوچھا کیوں؟ کہتا ہے۔ پرسوں ختم ہے، پرسوں میں آکر لے جاؤں گا۔

میں نے کہا واہ جی واہ، تجھے اپنی نانی سے پیار ہے یا مجھے؟ نانی مر گئی ہے، قبر کے عذاب کا مسئلہ ہے، میں کہہ رہا ہوں ابھی اور تو کہہ رہا ہے پرسوں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نانی اور ماں سے پیار نہیں ہے برادری کا مسئلہ ہے، لوگ کس طرح خوش ہوں گے؟ خدا کا بندہ جو تو نے دس دیگیں پکائی ہیں کسی غریب کو دے دو کسی یتیم کو دے کسی دو بیوہ کو دے دو کسی مسکین کو دے دو۔ یقین کرو کبھی کبھی میں سوچتا ہوں غصہ تو آتا ہے لیکن اللہ کی قسم مجھے دکھ زیادہ ہوتا ہے خدا کی قسم افسوس ہوتا ہے ماں مر گئی ہے یتیم کو نہیں دیتے باپ مر گیا ہے غریب کو نہیں دیتے۔ تعجب اس پہ ہوتا ہے جس کا کوئی ساتھی گیا ہے "ہاں جی کھانا کھا کر جانا" یا تمہیں شرم نہیں آتی بیٹھے ہوئے؟

یہاں سے چک 95 گئے ہیں "کھانا کھا کے جانا جی" کس منہ سے میت کے گھر سے کھانا کھاتے ہو؟ باپ کا جنازہ پڑھا ہے بیٹے کا جنازہ پڑھا ہے اور آپ کھانا کھا رہے ہو اور کوئی بندہ دال پکا دے تو کہتے ہیں یا تو نے دال پکائی ہے اوٹسی ویسے تے آئے او؟ شادی پر آئے ہیں آپ؟ میت کے گھر سے کھانا کھانا نہیں چاہیے میت والوں کو کھلانا چاہیے۔ خدا کا بندہ غم خواری کرنا سیکھو دکھ درد بانٹنا سیکھو۔ میت کے گھر کھانے کی طلب لے کر جانا اللہ مجھے آپ کو ایسی سوچ سے محفوظ فرمائے اور میری بات پہ ناراض

نہ ہونا یہ سوچ رکھنے والا غریب نہیں ہوتا یہ سوچ رکھنے والا چوہدری اور مال دار ہوتا ہے۔ "مرنے تے تسی کوئی شے ای نیں پکائی" جو چٹنی سے روٹی کھاتا ہے وہ نہیں مانگتا جو روزانہ گھر دیسی گھی سے کھاتا ہے وہ مانگتا ہے۔ اللہ ہمیں سمجھ عطا فرمائے۔

نبی پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟ کہا جی قیامت کی نشانیاں، اس علم کو سیکھو عمل کو سیکھو ہم نے یہ دنیا چھوڑ جانی ہے اللہ ہمیں بات سمجھنے کی توفیق دے میری بات یاد رکھو جس کا دنیا میں کوئی نہیں خدا اس کا ہے جس کو دنیا میں کوئی نہ پوچھے خدا اسے پوچھتا ہے اللہ کے پیغمبر نے فرمایا جس کا دل ٹوٹ جائے خدا اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "ثم انطلق" پھر وہ بندہ چلا گیا "فلبث ملیا" میں تھوڑی دیر ٹھہرا رہا۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "یا عمر اتدری من السائل؟" اے عمر تو جانتا ہے یہ بندہ کون تھا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "اللہ ورسولہ اعلم" اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "فإنہ جبریل أتاکم یعلمکم دینکم" وہ جبرائیل آیا تھا وہ مسئلے پوچھ رہا تھا میں مسئلے بتا رہا تھا تاکہ تمہیں مسئلے پتہ چل جائیں۔ اللہ نے جبرائیل بھیجا ہے تمہیں مسئلے سکھانے کے لیے۔ نوریوں کا سردار آیا ہے تمہیں مسئلے سکھانے کے لیے۔

اب دیکھو کیا سمجھا رہا تھا؟ یہ حدیث امہ السنۃ ہے پورے دین کا خلاصہ ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجودیکہ دنیا میں کوئی استاذ نہیں ہے، کیسا دین سکھا رہے ہیں۔ اللہ مجھے آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین



مرکز اہل السنّت والجماعت

زیر سرپرستی

محمد الیاس گھمن

ایک ادارہ، ایک تحریک

شعبہ جات

شعبہ حفظ القرآن الکریم

ایک سالہ تخصص فی التحقیق والدعوة (برائے فضلاء کرام) ماہ شوال تا ماہ شعبان

پندرہ روزہ دورہ تحقیق المسائل (برائے طلبہ عظام) ماہ شعبان

تین روزہ تحقیق المسائل کورس (برائے عوام الناس)

ہر انگریزی ماہ کی پہلی جمعرات شام تا اتوار صبح ۱۰ بجے

ماہانہ مجلس واصلاحی بیان (برائے مریدین وساکنین)

ہر انگریزی ماہ کی پہلی جمعرات مغرب تا عشاء

قافلہ حق (سہ ماہی) - فقیہ (ماہنامہ) - بنات اہل السنّت (ماہنامہ برائے خواتین)

مکتبہ اہل السنّت والجماعت

(فکری و نظریاتی کتب، پوسٹرز، آڈیو کیسٹس اور سی ڈیز کی ترسیل کیلئے)

مرکز اصلاح النساء (خواتین اور بچیوں کی دینی تعلیم اور اخلاقی تربیت کا ادارہ)

احتاف میڈیا سروس www.ahnafmedia.com

(پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں اسلامک کلچر کے فروغ کیلئے)

احتاف ٹرسٹ (مندرجہ بالا تمام شعبہ جات میں مالی معاونت کیلئے)

ان تمام شعبہ جات میں مرکز کے ساتھ زکوٰۃ، عشر صدقات کی مدد میں تعاون فرمائیں

محمد الیاس

اکاؤنٹ نمبر
1401-03600000900

میزان بینک سرگودھا

مرکز اہل السنّت والجماعت، 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

E-mail: markazhanfi@gmail.com 0346-7357394 - 048-3881487